تیسیر مصطلح الحدیث

نوٹس ...... سوالاً جواباً

بفیضان کرم استاذ الجامعۃ

علامہ محمد شاہد مدنی صاحب

جامعۃ المدینہ

فیضان

غوث اعظم رضی اللہ عنہ

ولیکا سائیٹ ایریا کراچی 2022

باب اول ...... خبر کا بیان

فصل اوّل

سوال:1- ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے خبر کی اقسام بیان کریں؟

جواب:- ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے خبر کی دو قسمیں ہیں:

۱۔خبر اگر ایسے متعدد طرق سے مروی ہو جن کی تعداد معین نہ ہو تو وہ خبر متواتر ہے۔

۲۔اگر اس کے طرق کی تعداد معین ہو تو وہ اخبار احاد ہے۔

سوال:-2 خبر متواتر کی لغوی و اصطلاحی تعریف بیان کریں؟

جواب:- لغوی تعریف:- یہ لفظ تواتر سے مشتق ہے یعنی تسلسل۔ جیسے کہا جاتا ہے "تواتر المطر" بارش مسلسل ہو رہی ہے۔

اصطلاحی تعریف:- وہ حدیث جسے طبقات سند میں اتنے کثیر راوی روایت کریں جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عام طور پر محال ہو۔

سوال:-3 خبر متواتر کی شرائط بیان کرتے ہوئے اس کا حکم بھی بیان کریں؟

جواب:- خبر میں تواتر چار شرائط کیساتھ پایا جاتا ہے۔

۱۔خبر متواتر کو کثیر تعداد روایت کرے کم از کم کثیر تعداد کے بارے میں اختلاف ہے مختار بات یہ ہے کہ وہ دس ہوں۔

۲۔سند کے ہر طبقے میں یہ کثرت پائی جائے۔

۳۔عادتاً ان لوگوں کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

۴۔ان لوگوں کی بنیاد حس (حواس بنیاد) ہو۔ جس طرح ان کا یہ کہنا "سمعنا" ہم نے سنا "رآینا" ہم نے دیکھا "لمسنا" ہم نے چھوا، وغیرہ۔

نوٹ:- اگر ان کی بنیاد عقل ہو۔ جیسے:- یہ کہنا کہ عالم حادث ہے تو اس صورت میں اس کو خبر متواتر نہیں کہا جائے گا۔

متواتر کا حکم:-

خبر متواتر ضروری علم کا فائدہ دیتی ہے یعنی ایسا علم یقینی حاصل ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے انسان قطعی تصدیق پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جس طرح انسان خود اس کا مشاہدہ کر رہا ہو تو وہ اس کی تصدیق میں کس طرح تردد کا شکار ہوگا، خبر متواتر بھی اسی طرح ہے اسی وجہ سے تمام خبر متواتر مقبول ہیں اور اس کے راویوں کے حالات سے بحث کی حاجت نہیں۔

سوال:-3 خبر متواتر کی اقسام بیان کریں نیز خبر متواتر کا وجود کس حد تک موجود ہے وضاحت فرمائیں؟

جواب:- خبر متواتر کی دو قسمیں ہیں:- ۱۔لفظی ۲۔معنوی

متواتر لفظی:- جس کے الفاظ اور معنی تسلسل سے مروی ہوں۔ جیسے حدیث مبارکہ "من كذب على متعمدا فليتبوا مقعده من النار"

ترجمہ:- جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔ اس حدیث کو ستر (۷۰) سے زیادہ صحابہ نے روایت کیا ہے۔

متواتر معنوی:- جس کا معنی تواتر سے منقل ہو، الفاظ میں تواتر نہ ہو۔

جیسے:- دعا میں ہاتھوں کو اٹھانے والی احادیث، حضور ﷺ سے ایک سو کے قریب احادیث مروی ہیں اور ان میں سے ہر حدیث میں ہے کہ آپ نے دعا میں اپنے ہاتھوں کو اٹھایا لیکن یہ مختلف واقعات میں ہیں اور ہر واقعہ میں تواتر نہیں اور ان کے درمیان قدر مشترک دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا ہے۔

خبر متواتر کا وجود:۔

احادیث متواترہ ایک ضروری حد تک موجود ہیں۔ان میں موزوں پر مسح والی حدیث،نماز میں رفع یدین والی حدیث، دوسروں تک احادیث پہنچانے والے کیلئے تر وتازگی کی دعا والی حدیث اوراس کے علاوہ بے شمار احادیث ہیں۔لیکن جب ہم احادِ احادیث کو دیکھتے ہیں تو ان کے مقابلے میں متواتر احادیث بہت کم ہیں۔

سوال:5- متواتر احادیث سے متعلق چند مشہور تصانیف ذکر کریں؟

جواب:۔ علمائے کرام نے احادیث متواترہ کو جمع کرنے اوران کیلئے تصنیف کا اہتمام کیا ہے تا کہ طالب علم کیلئے ان احادیث کی طرف رجوع آسان ہو جائے ان میں سے چند تصانیف درجہ ذیل ہیں:

۱۔امام سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب ''الازھار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ'' اس کی ترتیب ابواب کے طور پر ہے۔

۲۔امام سیوطی رحمہ اللہ ہی کی تصنیف ''قطف الازھار'' یہ پہلی کتاب کی تلخیص ہے۔

۳۔محمد بن جعفر کتانی کی تصنیف ''نظم المتناثر من الحدیث المتواتر''۔

سوال:6- خبر احاد کی لغوی و اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے اس کا حکم بھی بیان کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔لغت میں ''احاد''احد کی جمع ہے اوراس کا معنی ہے واحد اور خبر واحد وہ حدیث جسے ایک شخص روایت کرے۔

اصطلاحی تعریف:۔وہ خبر یا حدیث جس میں خبر متواتر کی شرائط جمع نہ ہوں۔

حکم:۔خبر واحد علم نظری کا فائدہ دیتی ہے یعنی ایسا علم جو غور وفکر اور استدلال پر موقوف ہو۔

سوال:-7 متعدد طرق کے اعتبار سے خبر احاد کی اقسام بیان کریں؟

جواب:۔ اپنے طرق کی طرف نسبت ے اعتبار سے خبر احاد کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔مشہور ۲۔عزیز ۳۔غریب

سوال:-8 خبر مشہور کی تعریف،مثال اور حکم بیان کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔ یہ اسم مفعول ہے اور یہ ''شَھَرْتُ الاَمْرَ'' سے بنا ہے۔جب تم کسی بات کا اعلان کرو یا اسے ظاہر کرو (تو کہا جاتا ہے ''شَھَرْتُ الاَمْرَ''میں نے بات کو مشہور کر دیا)۔

اصطلاحی تعریف:۔جس حدیث کو ہر طبقہ سند میں تین یا اس سے زیادہ راوی روایت کریں جب تک وہ تواتر کی حد کو نہ پہنچے۔

مثال:۔حدیث مبارکہ:''انّ اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ..الخ...''اللہ تعالی علم کو سینوں سے نکالنے کے ذریعے نہیں لے جائے گا''۔

حکم:۔حدیث مشہور اصطلاحی ہو یا غیر اصطلاحی اس کو صحیح یا غیر صحیح نہیں کہا جاتا بلکہ ان میں سے کچھ صحیح ہیں کچھ حسن اور کچھ ضعیف، بلکہ موضوع بھی ہیں۔ لیکن اگر مشہور اصطلاحی صحیح ہو تو اس کی امتیازی شان ہے جو اسے عزیز و غریب پر ترجیح دیتی ہے۔

سوال:9- خبرِ مستفیض کسے کہتے ہیں اور اس کی اصطلاحی تعریف میں کتنے قول ہیں؟

جواب:- لغوی اعتبار سے یہ"استفاض" سے اسم فاعل ہے اور یہ" فاض الماء"(پانی انڈیلا) سے مشتق ہے اس کے پھیل جانے کی وجہ سے اسے خبرِ مستفیض کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف:۔ خبرِ مستفیض کی اصطلاحی تعریف میں تین قول ہیں:

ا۔ یہ خبرِ مشہور کے مترادف ہو۔

۲۔ خبرِ مشہور سے خاص ہے کیونکہ خبرِ مستفیض میں شرط ہے کہ اس کی سند کی دونوں طرفیں برابر ہوں جبکہ خبرِ مشہور میں یہ شرط نہیں ہے۔

۳۔ خبرِ مستفیض، خبرِ مشہور سے عام ہے یعنی دوسرے قول کا برعکس ہے۔

سوال:10 - مشہور غیر اصطلاحی کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کریں؟

جواب:- اس سے مراد وہ حدیث ہے جو لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہو، اور اس میں شرائط کا اعتبار نہ ہو۔ اس کی چند صورتیں ہیں:

ا۔ جس کی ایک سند ہو۔ ۲۔ جس کی ایک سے زائد اسناد ہوں۔ ۳۔ جس کی سند بالکل نہ پائی جائے۔

مشہور غیر اصطلاحی کی اقسام:۔

اس کی کئی اقسام ہیں جن میں سے مشہور یہ ہیں:۔

ا۔ صرف علمائے حدیث کے ہاں مشہور ہو۔

جیسے:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ"ان رسول الله ﷺ قنت شهرا بعد الركوع يدعو على رعل ذكوان "رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ اہل اور ذکوان کے خلاف دعا کرتے ہوئے ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی۔

۲۔ محدثین، علماء اور عوام میں مشہور ہو۔ جیسے:۔"المسلم من سلّم المسلمون من لسانه ويده"

(کامل) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

۳۔ فقہاء کے درمیان مشہور ہو۔ جیسے:۔"آبغض الحلال الى الله الطلاق"اللہ تعالی کے ہاں سب سے ناپسندیدہ کام طلاق ہے۔

۴۔ اصولیوں کے ہاں مشہور ہو۔ جیسے:۔"رفع عن امتي الخطآ والنسيان وما استكر هو اعليه"میری امت سے خطاء بھول اور جس کام پر اسے مجبور کیا گیا، کو اٹھالیا گیا۔ اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔

۵۔ نحویوں کے درمیان مشہور ہو۔ جیسے:۔"نعم العبد صهيب لو لم يخف الله لم يعصه"اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔

۶۔ عام لوگوں کے درمیان مشہور ہو۔ جیسے:۔"العجلة من الشيطان"جلدی کرنا شیطانی کام ہے۔ امام ترمذی نے اسے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔

سوال:-11 خبرِ مشہور کے بارے میں چند تصانیف سپردِ قلم کریں؟

جواب:- ان تصانیف سے مراد لوگوں کے درمیان مشہور احادیث سے متعلق تصانیف مراد ہیں اصطلاحاً مشہور احادیث مراد نہیں ہیں۔ چند تصانیف یہ ہیں:

ا۔"المقاصد الحسنة فيما اشتهر على الالسنة"یہ امام سخاوی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔

۲۔"كشف الخفاء ومزيل الالباس فيما اشتهر من الحديث على آلسنة الناس"اس کے مصنف العجلونی ہیں۔

۳۔"تمييز الطيب من الخبيث فيما يدور عجلى آلسنة الناس من الحديث"یہ ابن الدیبع الشیبانی کی تصنیف ہے۔

سوال:12-خبرعزیز کی لغوی واصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے مثال سے وضاحت فرمائیں نیز تعریف کی تشریح بھی سپردِقلم کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔یہ صفت مشبہ ہے جو''عَزَّ یَعِزُّ'' سے بنا ہے(مضارع مکسورالعین)کوئی چیزکم یانایاب ہوئی۔یا''عَزَّ یَعَزُّ''(مضارع مفتوح العین) سے ہے،جس کا معنی ہے مضبوط اور سخت ہوا۔

اصطلاحی تعریف:۔عزیز وہ حدیث ہے،جس کے راوی تمام طبقاتِ سند میں دو سے کم نہ ہوں۔

تعریف کی تشریح:۔

سند کے کسی بھی طبقہ میں دو سے کم راوی نہ ہوں اگر سند کے بعض طبقات میں تین یا زائد راوی ہوں تو کوئی حرج نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ کوئی ایسا طبقہ باقی رہے،جس میں دو راوی ہوں چاہے وہ ایک ہی ہو کیونکہ سند کے طبقات میں سے سب سے کم طبقہ کا اعتبار ہوتا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فرمایا یہی تعریف راجح ہے جبکہ بعض علماء نے فرمایا:عزیز وہ حدیث ہے جو دو یا تین راویوں سے مروی ہو انہوں نے بعض صورتوں میں اسے مشہور سے جدا نہیں کیا۔

مثال:۔ شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''لا یؤمن احدکم حتی اکون احبّ الیه من والد ہ و ولد ہ والناس اجمعین'' تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے والد،اپنی اولاد اور سب لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرے۔

اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضرت قتادہ،حضرت عبدالعزیز بن صہیب نے روایت کیا اور حضرت قتادہ سے حضرت شعبہ،حضرت سعید نے جبکہ حضرت عبدالعزیز سے اسماعیل بن علیہ اور عبدالوارث نے اور ان سے ایک جماعت نے روایت کیا۔(رحمہم اللہ)

سوال:-13 حدیث غریب کی لغوی واصطلاحی تعریف،اور تعریف کی تشریح بیان کرتے ہوئے اس کے دوسرے نام کی بھی وضاحت کریں؟

جواب:- لغوی تعریف:۔یہ صفت مشبہ(کا صیغہ)ہے،جس کا معنی ہے تنہا یا اپنے اقارب سے دور۔

اصطلاحی تعریف:۔وہ حدیث جس کی روایت میں صرف ایک راوی ہو۔

تعریف کی شرح:۔حدیث غریب وہ حدیث جس کی روایت میں ایک شخص مستقل ہو یا تو سند کے تمام طبقات میں یا سند کے بعض طبقات میں اگر چہ صرف ایک طبقہ ہی ہو اور باقی طبقات میں ایک سے زیادہ راویوں میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اعتبار سب سے کم کا ہے۔

دوسرا نام:۔بہت سے علماء حدیث غریب پر ایک اور نام''الفرد'' کا اطلاق کرتے ہیں کیونکہ دونوں(غریب اور فرد)ہم معنی ہیں۔جب کہ بعض علماء کے نزدیک یہ ایک دوسرے کا غیر ہیں اس لئے دونوں کو مستقل نوع قرار دیا گیا لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ دونوں کو لغوی واصطلاحی معنی کے اعتبار سے مترادف قرار دیتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ اہل اصطلاح نے کثرت استعمال اور قلت استعمال کے اعتبار سے دونوں کو ایک دوسرے کا غیر قرار دیا ہے وہ'' فرد کا زیادہ اطلاق'' فرد مطلق پر کرتے ہیں اور''غریب'' کا زیادہ اطلاق فرد نسبی پر کرتے ہیں۔

سوال-14 مقام غرابت کے اعتبار سے حدیث غریب کی اقسام بیان کریں نیز مثالیں بھی سپردِقلم کریں؟

جواب:- اس اعتبار سے حدیث غریب کی دو قسمیں ہیں: ا۔غریب مطلق(فرد مطلق) ٢۔غریب نسبی(فرد نسبی)

غریب مطلق:۔وہ حدیث جس کی سند کے آغاز میں غرابت ہو یعنی جہاں سے سند کا آغاز ہوتا ہو وہاں ایک راوی ہو۔

مثال:۔''انما الاعمال بالنیات'' اعمال(کے ثواب)کا دارومدار نیتوں پر ہے۔اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ متفرد ہیں۔اور بعض

اوقات یہ تفرد سند کے آخر تک جاری رہتا ہے اور بعض اوقات اس متفرد سے متعدد راوی روایت کرتے ہیں۔

نوٹ:۔ اس سے مراد متن حدیث کو بلا واسطہ روایت کرنے والا راوی ہے۔ مثلاً حضور ﷺ کے قول و فعل کو نقل کرنے والا صحابی رضی اللہ عنہ۔

غریب نسبی:۔ جس حدیث کی سند کے درمیان غرابت ہو۔ یعنی آغاز سند میں ایک سے زیادہ راوی روایت کریں پھر ان میں سے صرف ایک راوی روایت کرے۔ جیسے:۔ امام مالک حضرت امام زہری رحمہ اللہ سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

''ان النبی ﷺ دخل مکۃ وعلی رآسہ المغفر'' نبی اکرم ﷺ (فتح مکہ کے موقع پر) مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر انور پر لوہے کی ٹوپی تھی۔ اس حدیث میں امام مالک امام زہری سے روایت کرنے والے متفرد راوی ہیں۔

سوال:۔ ۱۵۔ غریب نسبی کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب:۔ اس حدیث کو غریب نسبی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ایک معین شخص کی نسبت سے تفرد واقع ہوا ہے۔

سوال:-16 غریب نسبی (یا فرد نسبی) کی اقسام بیان کریں؟

جواب:- غریب نسبی کے اعتبار سے غرابت یا تفرد کی اقسام درجہ ذیل ہیں:

۱۔ روایت حدیث میں ثقہ راوی متفرد ہو۔ جیسے کہتے ہیں اس حدیث کو فلاں کے علاوہ کسی ثقہ نے روایت نہیں کیا۔

۲۔ معین راوی سے معین راوی متفرد ہو۔ جیسے محدثین کا قول: ''تفرد بہ فلان عن فلان'' اگرچہ کسی دوسرے راوی سے متعدد طرق سے مروی ہے۔

۳۔ کسی ایک شہر یا ایک جہت کے راوی متفرد ہوں۔ جیسے کہتے ہیں اس حدیث میں اہل مکہ یا اہل شام متفرد ہیں۔

۴۔ کسی ایک شہر یا جہت کے لوگوں سے کسی ایک شہر یا جہت کے لوگ روایت کریں۔ جیسے محدثین کہتے ہیں: ''تفرد بہ اھل البصرۃ عن اھل المدینۃ آو تفرد بہ اھل الشام عن اھل الحجاز'' اس حدیث کو اہل حجاز سے روایت کرنے میں اہل شام متفرد ہیں۔

سوال-17 علماء کرام نے سند یا متن کی غرابت کے اعتبار سے حدیث غریب کو کتنی قسموں میں تقسیم کیا ہے وضاحت کریں؟

جواب:۔ سند یا متن کے اعتبار سے علماء کی تقسیم درجہ ذیل ہے:

۱۔ متن اور سند (دونوں) کے اعتبار سے غریب ہو۔ یہ وہ حدیث ہے جس کے متن کو روایت کرنے میں ایک راوی متفرد (تنہا) ہو۔

۲۔ سند کے اعتبار سے غریب ہو متن کے اعتبار سے نہ ہو۔ جیسے کسی حدیث کا متن صحابہ کرام کی ایک جماعت روایت کرے اور اسی حدیث کو کسی دوسرے صحابی سے ایک روایت کرے۔ اسی کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں ''غریب من ھذا الوجہ'' اس سند کے اعتبار سے غریب ہے۔

سوال:-18 حدیث غریب کے مقامات وجود اور معروف تصنیفات تحریر کریں؟

جواب:۔ مقامات وجود:۔ ۱۔ مسند ابزار ۲۔ المعجم الوسط للطبرانی

معروف تصنیفات:۔ ۱۔ امام دارقطنی کی تصنیف ''غرائب مالك'' ۲۔ امام دارقطنی ہی کی تصنیف ''الافراد''

۳۔ حضرت امام ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ کی تصنیف ''السنن التی تفرد بکل سنۃ منھا آھل بلدۃ''

سوال:-19 قوت وضعف کے اعتبار سے خبرِ احاد (یعنی مشہور، عزیز، غریب) کی اقسام مع تعریف وحکم بیان کریں؟

جواب:۔ قوت وضعف کے اعتبار سے خبرِ احاد دو قسموں میں تقسیم ہوتی ہے۔ ا۔مقبول ۲۔مردود

ا۔مقبول:۔جس حدیث میں خبر دینے والے کے صدق کو ترجیح حاصل ہو۔

حکم:۔اس سے استدلال اور اس پر عمل واجب ہے۔

۲۔مردود:۔جس حدیث میں خبر دینے کا صدق راجح نہ ہو۔

حکم:۔اس حدیث سے استدلال نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس پر عمل واجب ہے۔

سوال-20 مراتب میں فرق کے اعتبار سے مقبول کی اقسام بیان کریں؟

جواب:۔ اس اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں: ا۔صحیح ۲۔حسن

پھر ان دونوں کی دو دو قسمیں ہیں:۔ ا۔لذاتہ ۲۔لغیرہ

اس طرح اس کی چار اقسام ہوگئیں: ا۔صحیح لذاتہ ۲۔صحیح لغیرہ ۳۔حسن لذاتہ ۴۔حسن لغیرہ

سوال:-21 حدیث صحیح کی تعریف، شرائط، مثال اور حکم بیان کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔لغت میں صحیح، سقیم کی ضد ہے اور حقیقت میں اس کا تعلق جسم سے ہے حدیث اور دیگر معانی میں اس کا استعمال مجازی ہے۔

اصطلاحی تعریف:۔وہ حدیث جسے عادل ضابط، اپنے مثل راوی سے نقل کرے اور سند کے آخر تک اسی طرح ہو اور اس کی سند متصل ہو نیز اس میں کوئی شاذ اور علت بھی نہ ہو۔

شرائط:۔حدیث صحیح کی تعریف میں پانچ شرائط کا پایا جانا ضروری ہے جو درجہ ذیل ہیں:۔

ا۔اتصال سند ۲۔راویوں کا عادل ہونا ۳۔راویوں کا ضبط ۴۔عدم علت ۵۔حدیث کا شاذ نہ ہونا۔

حکم:۔ صحیح حدیث پر عمل واجب ہے اس پر علمائے حدیث، قابل اعتماد اصولیوں اور فقہاء کا اجماع ہے اور یہ شرعی دلائل میں سے ایک دلیل ہے کسی مسلمان کیلئے اس پر عمل نہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

مثال:۔ صحیح بخاری میں ہے:"حدثنا عبداللہ بن یوسف قال: آخبرنا مالك عن ابن شهاب عن محمد بن جبير بن مطعم عن ابيه قال:(سمعت رسول الله ﷺ قرآ في المغرب بالطور)"امام بخاری اپنی سند کیساتھ حضرت محمد بن جبیر بن مطعم سے اور وہ اپنے والد (حضرت جبیر بن مطعم) رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں "میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے مغرب میں سورۂ طور کی قرات فرمائی۔تو یہ حدیث صحیح ہے۔

ا۔اس کی سند متصل ہے اس لئے کہ اس کے ہر راوی نے اس حدیث کو اپنے شیخ سے سنا۔

۲۔اس حدیث کے تمام راوی عادل، ضابط ہیں اور علماء جرح وتعدیل کے ہاں ان کے یہی اوصاف ہیں۔

ا۔عبداللہ بن یوسف.......ثقہ متقن ہیں۔ ب۔مالک بن انس.......امام حافظ ہیں۔ د۔محمد بن جبیر......ثقہ ہیں۔(اور یہ صحابی ہیں)

ج۔ابن شہاب زہری .....فقیہ حافظ ہیں ان کی جلالت واتقان پر اتفاق ہے۔

۳۔یہ حدیث غیر شاذ ہے کیونکہ اس سے زیادہ قوی حدیث اس کے مقابلے میں نہیں ہے۔

۴۔علل میں سے کوئی علت اس میں نہیں ہے۔

سوال:-22 ''هذا حديث صحيح ''اور''هذا حديث غير صحيح ''کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- محدثین کے قول''هذا حديث صحيح ''سے مراد یہ ہے کہ اس میں پانچوں مذکورہ بالا شرائط پائی جاتی ہیں یہ مطلب نہیں کہ نفس الامر(حقیقت) میں اس کی صحت قطعی ہے کیونکہ ثقہ کے بارے میں خطاء اور نسیان ممکن ہے۔اور ان کے قول''هذا حديث غير صحيح ''سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث میں مذکورہ بالا پانچوں یا ان میں سے بعض شرائط نہیں پائی جاتی۔یہ مطلب نہیں کہ نفس الامر میں یہ جھوٹ ہے کیونکہ جو شخص اکثر خطا کرتا ہے ممکن ہے وہ کوئی بات صحیح کہے۔

سوال:- 23 کیا کسی سند کو قطعی طور پر مطلقاً اصح الاسانید کہا جاسکتا ہے؟

جواب:- مختار بات یہ ہے کہ کسی سند کے بارے میں قطعی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ مطلقاً اصح الاسانید(تمام اسناد سے زیادہ صحیح) ہے کیونکہ صحت کے مراتب میں فرق کی بنیاد شرائط صحت کا سند میں پایا جانا ہے۔اور تمام شرائط میں اعلیٰ درجات کا پایا جانا نادر ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ کسی سند کو سب سے زیادہ صحیح سند(اصح الاسانید) کہنے سے خاموشی اختیار کی جائے بعض آئمہ سے یہ قول منقول ہے کہ انہوں نے کسی سند کو اصح الاسانید کہا ہے تو ظاہر یہ ہے کہ ہر امام نے اس سند کو ترجیح دی جو اس کے نزدیک قوی ہے۔ان اقوال میں سے چند درج ذیل ہیں۔جس میں اسانید کو اصح قرار دیا گیا۔

۱۔حضرت زھری کی حضرت سالم سے اور ان کی اپنے والد(حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم) سے روایت اس کو حضرت اسحاق بن راھویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

۲۔حضرت ابن سیرین کی روایت جو انہوں نے حضرت عبیدہ سے اور انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۳۔حضرت اعمش کی حضرت ابراہیم سے ان کی حضرت علقمہ اور ان کی حضرت عبداللہ(بن مسعود) رضی اللہ عنہم سے روایت۔

۴۔حضرت زہری کی حضرت علی بن حسین سے اور ان کی اپنے والد(حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ) سے اور ان کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت۔ یہ بات حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بیان کی ہے۔

۵۔حضرت مالک کی حضرت نافع سے ان کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت...یہ بات امام بخاری رحمہ اللہ سے مروی ہے۔

سوال:- 24 صحیح مجرد کے سب سے پہلے مصنف کون ہیں؟

جواب:- صحیح مجرد کی سب سے پہلی تصنیف حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کی پھر امام مسلم رحمہ اللہ کی(یعنی صحیح بخاری وصحیح مسلم) اور قرآن کریم کے بعد یہ دونوں کتابیں تمام کتب احادیث سے اصح ہیں اور ان دونوں اماموں کی کتابوں کو مقبولیت کیساتھ لینے پر تمام امت کا اتفاق ہے۔

سوال:- 25 دونوں میں سے کون سی کتاب اصح ہے؟

جواب:- ان دونوں میں سے صحیح بخاری اصح ہے اس کے فوائد زیادہ ہیں کیونکہ امام بخاری کی روایت کردہ احادیث میں اتصال بہت زیادہ ہے اس کے راوی زیادہ ثقہ ہیں۔اس میں فقہی استنباط اور حکمت پر نکات ہیں جو صحیح مسلم میں نہیں ہیں۔یاد رہے کہ صحیح بخاری کا صحیح مسلم سے اصح ہونا مجموعی طور پر ہے ورنہ مسلم میں بعض احادیث ایسی ہیں جو صحیح بخاری کی بعض احادیث سے زیادہ قوی ہیں۔

سوال:- 26 کیا تمام صحیح احادیث صحیح بخاری و مسلم میں ہیں؟

جواب:۔ امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیحین میں تمام صحیح احادیث کو جمع نہیں کیا اور نہ ہی اس کا التزام کیا ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں! میں نے اپنی اس جامع کتاب میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا ہے اور کتاب کی طوالت کے خوف سے کئی صحیح احادیث کو چھوڑ دیا ہے۔

امام مسلم فرماتے ہیں! جو احادیث میرے نزدیک صحیح ہیں میں نے ان سب کو اس کتاب میں جمع نہیں کیا بلکہ میں نے صرف متفق علیہ کو درج کیا ہے۔

سوال:-27 کیا کچھ زیادہ یا کم صحیح احادیث تک ان دونوں حضرات (امام بخاری و مسلم) کی رسائی نہیں ہوئی؟

جواب:۔ ا۔حافظ ابن خرم کہتے ہیں کہ ان دونوں حضرات سے صحیح احادیث بہت کم چھوٹی ہیں لیکن اس بات کا انکار کیا گیا ہے۔

۲۔اصح بات یہ ہے کہ ان سے بہت سی احادیث رہ گئی ہیں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا:

''ما ترك من الصحاح اكثر''میں نے جو احادیث چھوڑی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں اور فرماتے ہیں میں نے ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد کی ہیں۔

سوال:- 28 صحیح بخاری و مسلم شریف میں احادیث کی کل کتنی تعداد ہے بیان کریں؟

جواب:- صحیح بخاری شریف:۔

اس میں تمام احادیث کی تعداد سات ہزار دوسو پچتر (7,275) احادیث تکرار کیساتھ ہیں اور مکرر احادیث کو حذف کرنے کے بعد چار ہزار (4000) رہ جاتی ہیں۔

مسلم شریف:۔

اس میں تکرار کے ساتھ بارہ ہزار (12,000) احادیث ہیں اور تکرار کے حذف سے چار ہزار (4000) رہ جاتی ہیں۔

سوال:- 29 امام بخاری و امام مسلم کی چھوڑی ہوئی احادیث کہاں ہیں بیان کریں؟

جواب:- ہم ان کو قابل اعتماد مشہور کتب میں پاتے ہیں۔ جیسے: صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم اور سنن اربعہ (سنن ترمذی، سنن نسائی، ابی داؤد سنن ابن ماجہ) سنن دار قطنی اور سنن بیہقی وغیرہ۔

نوٹ:۔ ان کتب میں احادیث کے پائے جانے پر اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ ان کی صحت کا بیان ضروری ہے مگر جس کتاب میں صرف صحیح احادیث لانے کی شرط ہے یعنی صحیح ابن خزیمہ (اس کیلئے بیان کی ضرورت نہیں)۔

سوال:-30 ''الكلام على مستدرك الحاكم الخ......'' مذکورہ عبارت پر مصنف کے کلام کی تفصیلاً وضاحت کریں؟

جواب:۔ ا۔مستدرک حاکم:۔ کتب احادیث میں یہ بہت بڑی کتاب ہے اس کے مؤلف (امام حاکم) نے اس میں وہ احادیث ذکر کی ہیں جو شیخین یا ان میں سے کسی ایک کی شرط پر صحیح ہیں۔ اور اُنہوں نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

امام حاکم نے وہ احادیث بھی ذکر کی ہیں جو اُن کے نزدیک صحیح ہیں اگر چہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی شرائط پر نہ ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ ان کی اسانید صحیح ہیں اور بعض ایسی احادیث ہیں جو صحیح نہیں ہیں لیکن انہوں نے اس بات سے آگاہ کر دیا۔ انہوں نے احادیث کی تصحیح میں آسانی اختیار کی۔

لہذا مناسب یہ ہے کہ جستجو کی جائے اور ان احادیث پر وہ حکم لگایا جائے جو ان کے حال کے لائق ہے یہ کتاب ہمیشہ تحقیق اور توجہ کی حاجت مند رہے گی۔

۲۔صحیح ابن حبان:۔اس کتاب کی ترتیب جدید ہے ابواب اور مسانید کے طریقے پر نہیں ہے اسی لئے اس کا نام "التقاسیم والانواع" رکھا ہے اور ابن حبان کی اس کتاب سے احادیث سے پردہ اُٹھانا بہت مشکل ہے۔بعض متاخرین نے اسے ابواب کے طریقے پر مرتب کیا ہے اس کتاب کے مصنف نے بھی صحیح احادیث کی تلاش میں تساہل (سستی) اختیار کیا لیکن ان کا تساہل امام حاکم کے تساہل سے کم ہے۔

۳۔صحیح ابن خزیمہ:۔صحیح ابن حبان کے مقابلہ میں یہ کتاب بلند مرتبہ ہے کیونکہ اس میں بہت کوشش کی گئی ہے یہاں تک کہ مصنف نے سند پر معمولی کلام کی وجہ سے بھی اس کو صحیح قرار دینے سے توقف اختیار کیا۔

سوال:-31 مستخرج کا موضوع بیان کرتے ہوئے صحیحین پر مشہور ترین مستخرجات بھی سپر دِ قلم کریں؟

جواب: ۔ مستخرج کا موضوع:۔اس کا موضوع یہ ہے کہ مصنف کتب احادیث میں سے کسی کتاب کی احادیث کو اپنی سند کیساتھ بیان کرے جو اس صاحب کتاب کی سند نہیں، پس یہ اس (مصنف) کیساتھ اس کے شیخ یا اس سے اوپر والے راوی کیساتھ جمع ہو جائے۔

صحیحین پر مشہور ترین مستخرجات:۔

ا۔"المستخرج لابی بکر الاسماعیلی علی البخاری"۔

۲۔"المستخرج لابی عوانۃ الاسفر ایینی علی مسلم"۔

۳۔"المستخرج لابی نعیم الاصبھانی علی کل منھما"۔

سوال:-32 کیا مستخرجات کے مصنفین نے الفاظ میں صحیحین کی موافقت کا التزام کیا ہے؟

جواب:۔ ان کتب کے مصنفین نے الفاظ میں ان دونوں اماموں کی موافقت کا التزام نہیں کیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جو الفاظ ان تک ان کے شیوخ کے طریق سے پہنچے ہیں ان میں بہت کم فرق ہے۔اسی طرح جو بعض قدیم مصنفین نے اپنی مستقل تصانیف میں نقل کیا ہے جیسے امام بیہقی، امام بغوی علیہ الرحمہ اور اسی طرح دیگر محدثین جو لکھتے ہیں "رواہ البخاری" یا "رواہ المسلم" تو بعض جگہ معنی اور الفاظ میں فرق ہوتا ہے توان کے قول "رواہ البخاری" یا "رواہ المسلم" (توانہوں نے) اس کی اصل (یعنی معنی) کو روایت کیا ہے۔

سوال:-33 شیخین کی روایات جن کو صحیح قرار دیا گیا وہ کون کونسی ہیں؟

جواب:۔ جن احادیث کو انہوں نے متصل سند کیساتھ روایت کیا اور ان کو صحیح قرار دیا گیا۔(اور امت نے ان کو قبولیت کیساتھ حاصل کیا)۔

لیکن جن کی سند کے شروع سے ایک یا زیادہ راوی حذف ہوں گے تو اس کو معلق کہتے ہیں۔معلق احادیث صحیح بخاری میں بہت زیادہ ہیں لیکن وہ تراجم کے ابواب اور ان کے مقدمات میں ہیں ابواب کے اندران میں سے کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔صحیح مسلم میں صرف ایک حدیث معلق ہے جو تیمّم کے باب میں ہے جسے دوسری جگہ متصل ذکر نہیں کیا۔ان احادیث کا حکم درجہ ذیل ہے۔

ا۔ان میں سے جو یقینی صیغہ (یعنی جس کی طرف حدیث کی نسبت کی گئی) کیساتھ ہیں جیسے "قال، امر، ذکر" تو مضاف الیہ تک اس کا حکم صحیح کا حکم ہے۔

۲۔جس میں صیغہ جزم (یقینی قطعی) نہ ہو۔جیسے "یُروی، یُذکر یُحکی، رُوی، ذُکر" (مجھول کے صیغے) تو اس میں مضاف الیہ تک صحت کا حکم نہیں ہوگا۔

سوال:-34 سند کے اعتبار سے صحیح حدیث کے کتنے مرتبے ہیں بیان کریں نیز صحیح احادیث کی کتنے مراتب میں تقسیم ملحق ہے تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب:۔ ا۔سب سے اعلی مرتبہ اُس صحیح حدیث کا ہے جو''اصح الاسانید'' کیساتھ مروی ہو۔ جیسے:۔حضرت مالک،حضرت نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

۲۔اس سے کم مرتبہ(متوسط) حدیث صحیح وہ ہے جو ایسے راویوں سے مروی ہو جن کا مرتبہ اس سے پہلی سند کے راویوں سے کم ہو۔ جیسے: حضرت حماد بن سلمہ،حضرت ثابت سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

۳۔اس سے کم مرتبہ(ادنیٰ)اس حدیث صحیح کا ہے جو ایسے لوگوں سے مروی ہو جن پر ثقہ کے اوصاف میں سے ادنیٰ وصف صادق آتا ہے۔

جیسے: حضرت سہیل بن ابی صالح اپنے والد سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث صحیح کے مراتب میں تقسیم:۔صحیح احادیث کی سات مراتب میں تقسیم ملحق ہے۔

ا۔جس حدیث پر امام بخاری و امام مسلم متفق ہوں۔(یہ اعلی مرتبہ ہے) ۲۔وہ حدیث جسے صرف امام بخاری نے نقل کیا۔

۳۔وہ حدیث جسے صرف امام مسلم نے ذکر کیا ہو۔ ۴۔جو حدیث دونوں کی شرائط پر ہے لیکن دونوں اپنی کتابوں میں نہیں لائے

۵۔جو حدیث امام بخاری کی شرائط پر ہے لیکن انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ ۶۔جو حدیث امام مسلم کی شرائط پر ہے لیکن انہوں نے اس کو ذکر نہیں کیا۔

۷۔وہ حدیث جو ان دونوں کے علاوہ آئمہ کے نزدیک صحیح ہو۔جیسے:ابن خزیمہ،ابن حبان رحمہم اللہ لیکن ان دونوں کی شرط پر نہ ہو۔

شیخین کی شرط:۔شیخین یا ان میں سے کسی ایک کی شرط سے مراد یہ ہے کہ حدیث ان دونوں کتب کے راویوں یا ایک کے راویوں سے مروی ہو۔ اور اس کیساتھ ساتھ اس کیفیت کا بھی التزام کیا گیا ہو جس کا التزام شیخین نے اپنے راویوں سے روایت کرتے ہوئی کیا ہے۔

سوال:-35 متفق علیہ کا مفہوم کیا ہے بیان کریں؟

جواب:۔ جب علمائے کرام کسی حدیث کو متفق علیہ کہتے ہیں تو اس سے شیخین کا اتفاق مراد ہوتا ہے یعنی شیخین اس کی صحت پر متفق ہیں امت کا اتفاق مراد نہیں۔

لیکن ابن صلاح نے فرمایا کہ اس پر امت کا اتفاق لازم آتا ہے کیونکہ امت نے اس حدیث کو قبول کرنے پر اتفاق کیا ہے جس پر شیخین نے کیا ہے۔

سوال:-36 کیا صحیح حدیث کا عزیز ہونا شرط ہے وضاحت کریں؟

جواب:۔ صحیح حدیث کا عزیز ہونا شرط نہیں مطلب یہ ہے کہ اس کیلئے دو سندیں ہونا ضروری نہیں لیکن صحیحین اور ان کے علاوہ کتب میں ایسی صحیح احادیث پائی جاتی ہیں جو غریب ہیں(عزیز نہیں)۔بعض علماء جیسے ابو علی جبائی معتزلی اور حاکم نے اس کا دعوی کیا ہے۔(یعنی صحیح حدیث کا عزیز ہونا ضروری ہے) لیکن ان کا یہ قول امت کے اتفاق کے خلاف ہے۔

سوال:-37 حدیث حسن کی تعریف بیان کریں نیز اس میں کونسی تعریف مختار ہے تحریر کریں؟

جواب:۔ حدیث حسن کی لغوی تعریف:۔یہ''الحسن'' سے صفت مشبہ ہے جس کا معنی جمال ہے(حسن و جمال والا)۔

ا۔اصطلاحی تعریف:۔اس میں علماء کا اختلاف ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ صحیح اور ضعیف کے درمیان ہے اور دوسری وجہ یہ کہ بعض نے اس کی دو قسموں میں سے ایک کی تعریف کی ہے۔جو کہ درجہ ذیل ہے۔

۲۔خطابی کی تعریف:۔حسن وہ حدیث ہے جس کا مخرج معلوم ہو اور اس کے راوی مشہور ہوں اور اس پر اکثر حدیث کا دارومدار ہو اور اکثر علماء نے اسے قبول کیا اور عام فقہاء نے اس پر عمل کیا ہو۔

۳۔امام ترمذی کی تعریف:-ہروہ حدیث جسے روایت کیا جائے اور اس کی سند میں ایساراوی نہ ہو جس پر جھوٹ کی تہمت ہو یہ حدیث شاذ بھی نہ ہو اور وہ اسی طریقے پر متعدد طرق سے مروی ہو (امام ترمذی فرماتے ہیں کہ) یہ حدیث ہمارے نزدیک حدیث حسن ہے۔

۴۔امام ابن حجر کی تعریف:-جب خبرا حاد کو عادل، تام الضبط راوی نقل کرے اور سند متصل ہو، وہ حدیث معلل اور شاذ نہ ہو تو یہ صحیح لذاتہ ہے اور اگر ضبط میں کمی ہو تو یہ حسن لذاتہ ہے۔

۴۔مصنف کا تبصرہ:-مصنف فرماتے ہیں کہ امام ابن حجر کی تعریف مذکورہ تمام تعریفات سے بہتر ہے۔ جبکہ خطابی کی تعریف میں بہت زیادہ تنقید کی گئی ہے اور امام ترمذی کے نزدیک حسن کی ایک قسم یعنی حسن لغیرہ کی تعریف کی گئی ہے۔ اور اس کی تعریف میں اصل بات یہ ہے کہ حسن لذاتہ کی تعریف کی جائے کیونکہ حسن لغیرہ اصل میں حدیث ضعیف ہے وہ حسن کے درجہ تک اُس وقت پہنچتی ہے جب متعدد طرق سے اس کے ضعف کو ختم کیا جائے۔

مختار تعریف:-وہ حدیث جس کی سند متصل ہو اور اسے وہ عادل راوی نقل کرے جس کا ضبط (حافظہ) کمزور ہو اور وہ اپنے مثل راوی سے روایت کرے اور یہ سلسلہ آخر تک اسی طرح پہنچے اور حدیث شاذ و معلل بھی نہ ہو۔

سوال:-38 حدیث حسن کی مثال اور حکم بیان کریں؟

جواب:- حدیث حسن کا حکم:-استدلال کے اعتبار سے یہ حدیث صحیح حدیث کی طرح ہے اگر چہ قوت میں اس سے کم ہے۔ تمام فقہاء نے اس سے استدلال کیا اور اس پر عمل کیا ہے۔ بڑے بڑے محدثین اور اصولی بھی اس کو دلیل بنانے کے قائل ہیں البتہ متشدّ دین (سخت مزاج لوگ) کے نزدیک یہ شاذ ہے۔ بعض سہل پسند (غیر محقق) محدثین نے اسے حدیث صحیح کی قسم قرار دیا ہے جیسے: امام حاکم، ابن حبان اور ابن خزیمہ رحمھم اللہ۔ لیکن اس کے باوجود اس بات کے قائل ہیں کہ یہ حدیث حسن، مذکور حدیث صحیح سے کم درجہ میں ہے۔

حدیث حسن کی مثال:۔امام ترمذی رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل کی ہے ۔"حدثنا قتیبة حدثنا جعفر بن سلیمان الضبعی عن ابی عمر ان الجونی عن ابی بکر بن ابی موسی اشعری قال سمعت ابی بحضرة العد و یقول : قال رسو ل اللہ ﷺ (ان ابو اب الجنة تحت ظلال السیوف)"حضورﷺ نے فرمایا: جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔"اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں"ھذ ا حدیث حسن غریب"تو یہ حدیث اس لئے حسن ہے کہ اس حدیث کے چار راوی ثقہ ہیں سوائے جعفر بن سلیمان ضبعی کے کیونکہ ان کی حدیث حسن ہوتی ہے اس وجہ سے اس حدیث کا درجہ صحیح سے حسن کی طرف اتر گیا۔

سوال:-39 حدیث حسن کے کتنے مراتب ہیں بیان کریں؟

جواب:۔ جس طرح حدیث صحیح کے کچھ مراتب ہیں بعض صحیح احادیث اور بعض صحیح سے مختلف اسی طرح حدیث حسن کے بھی مراتب ہے جن کو امام ذہبی نے دو مرتبوں میں تقسیم کیا ہے۔

ا۔اعلی مرتبہ:-حضرت بہز بن حکیم، اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے، اسی طرح حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے، یوں ہی ابن اسحاق، حضرت تیمی اور اس طرح کی دیگر اسناد جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ صحیح ہیں اور صحیح کے کم ترین مرتبے میں ہیں۔

۲۔دوسرا مرتبہ:-حدیث حسن جس کی تحسین اور تضعیف میں اختلاف ہے (یعنی یہ حسن ہے یا ضعیف؟) جس طرح حضرت حارث بن عبداللہ کی روایت نیز عاصم بن ضمرہ اور حجاج بن ارطاۃ وغیرہ کی روایات۔

سوال:-40 محدثین کا قول ''حدیث صحیح الاسناد'' اور ''حسن الاسناد'' کے مرتبہ کی وضاحت کریں؟

جواب:- ۱۔محدثین کا قول ''ھذا حدیث صحیح الاسناد'' ان کے قول ''ھذا حدیث صحیح'' سے کم مرتبہ میں ہے۔

۲۔محدثین کا قول ''ھذا حدیث حسن الاسناد'' کا مرتبہ ''ھذا حدیث حسن'' سے کم ہے کیونکہ بعض اسناد صحیح یا حسن ہوتی ہیں لیکن متن صحیح نہیں ہوتا کیونکہ اس (متن حدیث) میں شذوذ یا علت ہوتی ہے۔

گویا جب محدّث کہتا ہے ''ھذا حدیث صحیح'' تو ہمارے لئے اس حدیث میں صحت کی پانچوں شرائط کے پائے جانے کی ذمہ داری لیتا ہے.

لیکن جب محدّث کہتا ہے ''ھذا حدیث صحیح الاسناد'' تو صحت کی شرائط میں سے صرف تین کی ذمہ داری اُٹھاتا ہے اور وہ یہ ہیں۔

۱۔اتصال سند ۲۔روایوں کی عدالت ۳۔راویوں کا ضبط

لیکن شذوذ اور علت کی ذمہ داری نہیں اٹھاتا کیونکہ اس کے پاس ان دونوں کا ثبوت نہیں ہوتا۔لیکن جب حافظ اور قابل اعتماد محدّث صرف یہ بات کہے ''ھذا حدیث صحیح الاسناد'' اور اس کی کوئی علت ذکر نہ کرے تو ظاہر یہ ہے کہ اس کا متن صحیح ہے کیونکہ اصل بات علت اور شذوذ کا نہ ہونا ہے۔(گویا علت اور شذوذ ہوتا تو محدّث وضاحت کرتا۔)

سوال:-41 امام ترمذی رحمہ اللہ کا ''حدیث حسن صحیح'' کہنے سے کیا مراد ہے وضاحت کریں؟

جواب:- ان کی یہ عبارت بظاہر مشکل ہے کیونکہ حدیث حسن کا درجہ حدیث صحیح سے کم ہے تو کس طرح ان دونوں کو جمع کیا جاسکتا ہے۔تو علماء نے اس عبارت کے متعدد جوابات دیئے جن میں سب سے اچھا امام ابن حجر نے دیا جسے امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے بھی پسند کیا اس کا خلاصہ درجہ ذیل ہے۔

۱۔اگر ایک حدیث کی دو یا زیادہ سندیں ہوں تو مطلب ہوگا کہ ایک سند کے اعتبار سے حسن ہے اور دوسری سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔

۲۔اگر سند ایک ہو تو ایک جماعت کے نزدیک حسن ہے اور دوسروں کے نزدیک صحیح ہے۔

گویا قائل (امام ترمذی) نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اس حدیث کے حکم میں علماء کے درمیان اختلاف ہے یا امام ترمذی کے نزدیک کسی ایک حکم (صحیح یا حسن) کو ترجیح نہیں ہے۔

سوال:-42 کتاب ''المصابیح'' میں امام بغوی کی تقسیم کی وضاحت کریں؟

جواب:- امام بغوی نے اپنی کتاب ''المصابیح'' میں اپنی خاص اصطلاح کے مطابق احادیث درج کی ہیں وہ اس طرح کہ جو احادیث صحیحین (دونوں میں) یا ان میں سے ایک میں ہے ان کی طرف اپنے قول ''صحیح'' کیساتھ اشارہ کرتے ہیں۔اور جو احادیث سنن اربعہ میں ہیں ان کی طرف لفظ ''حسن'' کیساتھ اشارہ کرتے ہیں۔یہ اصطلاح محدثین کے مطابق درست نہیں ہے کیونکہ سنن اربعہ میں صحیح، حسن، ضعیف اور منکر (تمام قسم کی) احادیث ہیں۔اس بات سے ابن صلاح اور امام نووی رحمہ اللہ نے آگاہ کیا لہذا کتاب المصابیح کے قاری کیلئے مناسب یہ ہے کہ کتاب کی احادیث کے بارے میں بغوی کی اصطلاح (حسن یا صحیح) سے آگاہ رہے۔

سوال:-43 وہ کتب جن میں حسن احادیث پائی جاتی ہیں ان کے نام بمع خوشخطی تحریر کریں؟

جواب:- علمائے کرام نے خاص احادیث حسن کے بارے میں تصنیف نہیں فرمائی جس طرح صحیح احادیث سے متعلق کتب لکھی ہیں لیکن کچھ ایسی کتب ہیں جن میں حسن احادیث بہت زیادہ ہیں ان میں سے چند درجہ ذیل ہیں:

۱۔جامع ترمذی ۲۔سنن ابی داؤد ۳۔سنن دارقطنی۔

سوال:-44 صحیح لغیرہ کی تعریف، اس کو صحیح لغیرہ کہنے کی وجہ ، مثال اور اس کا مرتبہ بیان کریں؟

جواب:- تعریف:- جب حسن لذاتہ کو کسی دوسرے طریق (سند) کیساتھ روایت کیا جائے جو اس کی مثل یا اس سے زیادہ قوی ہو تو یہ صحیح لغیرہ ہے۔

صحیح لغیرہ کہنے کی وجہ:۔ اس کی صحت سند کی ذات سے نہیں آتی بلکہ اس کے غیر کو اس سے ملانے کی وجہ سے آتی ہے اس لئے اسے صحیح لغیرہ کہتے ہیں۔

مرتبہ:- صحیح لغیرہ کا مرتبہ ، حسن لذاتہ کے مرتبہ سے اعلیٰ اور صحیح لذاتہ سے کم ہے۔

مثال:- ''محمد بن عمرو عن ابی سلمة عن ابی هريره ان رسول الله ﷺ قال: لو لا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواك عند كل صلاة'' حضرت محمد بن عمرو، حضرت سلمہ سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا''۔ محمد بن عمرو بن علقمہ صدق اور حفاظت میں مشہور لوگوں میں سے ہیں لیکن مضبوط لوگوں میں سے نہیں حتی کہ بعض بعض حضرات نے ان کو حافظے کی کمزوری کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے اور بعض نے ان کی جلالت وصداقت کی بنیاد پر ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ اس جہت سے ان کی حدیث حسن ہے لیکن جب ان کیساتھ حدیث کے دوسرے طرق سے مروی ہونے کو ملایا گیا تو ہمیں ان کے حافظے کی کمزوری کا جو ڈر تھا زائل ہو گیا اور یہ معمولی نقصان پورا ہو گیا لہذا یہ سند صحیح قرار پانے کی وجہ سے حدیث صحیح کے درجہ کو پہنچ گئی۔

سوال:-45 حسن لغیرہ کی تعریف، مرتبہ، مثال اور حکم بیان کریں نیز ضعیف حدیث کن باتوں کی وجہ سے حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچتی ہے اس کی وضاحت کریں؟

جواب:- تعریف:- وہ ضعیف حدیث کہ جب اس کی اسناد متعدد ہوں اور اس کا ضعف راوی کے فسق یا جھوٹ کی وجہ سے نہ ہو تو یہ حسن لغیرہ کہلاتی ہے۔

حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچنا:۔ دو باتوں کی وجہ سے ضعیف حدیث حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔

۱۔ دوسرے طریق سے کثرت سے مروی ہو یہاں تک کہ دوسرا طریق اس کی مثل یا اس سے زیادہ قوی ہو۔

۲۔ ضعیف حدیث کا سبب یا تو راوی کے حفظ میں خرابی ہو یا سند میں انقطاع کے سبب ہو یا اس کے راویوں میں جہالت ہو۔

مرتبہ:- اس کا مرتبہ حسن لذاتہ سے کم ہوتا ہے اس بنیاد پر مناسب ہے کہ اگر ان دونوں میں تعارض ہو تو حسن لذاتہ کو مقدم کیا جائے۔

حکم:- یہ مقبول حدیث ہے جس سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔

مثال:- وہ حدیث مبارکہ جسے امام ترمذی نے روایت کرتے ہوئے حسن قرار دیا جو حضرت شعبہ کی سند سے مروی ہے وہ حضرت عاصم بن عبید اللہ سے وہ عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ''بنو فزارہ کی ایک عورت نے دو جوتوں کے بدلے نکاح کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو اپنے نفس اور مال کے بدلے میں دو جوتوں پر راضی ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں تو آپ ﷺ نے یہ نکاح جائز قرار دیا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس باب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ، حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ عابدہ زاہدہ رضی اللہ عنہا اور ابو درداء رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔ پس عاصم اپنے حفظ کی کمزوری کے سبب ضعیف ہیں لیکن امام ترمذی نے دوسرے طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے اس حدیث کو حسن قرار دیا۔

سوال:-46 '' مختلف بالقرائن'' سے کیا مراد ہے اس کی مثال اور حکم بیان کریں نیز اس کی انواع کی بھی وضاحت کریں؟

جواب:- مختلف بالقرائن:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حدیث مقبول کی شرائط سے زائد امور اس سے ملے ہوئے ہوں۔ اور یہ امور (جو خبر مقبول سے ملے ہوتے ہیں) اس حدیث کی قوت کو بڑھاتے ہیں اور سے اُن دیگر اخبار مقبول سے (جو ان زائد امور سے خالی ہوتی ہیں) ممتاز کرتے ہیں اور ان پر ترجیح دیتے ہیں۔

حکم:- یہ روایت اخبار کی کسی بھی مقبول حدیث سے راجح ہوتی ہے اگر ایسی خبر مقبول (جس میں قرائن پائے جاتے ہیں) کا ٹکراؤ دیگر اخبار مقبولہ سے ہو تو جس میں قرائن پائے جاتے ہیں وہ مقدم ہو گی۔

انواع:۔جس خبر میں زائد قرائن موجود ہوں اس کی کئی انواع ہیں جن میں سے چند مشہور درجہ ذیل ہیں:

الف:۔جس خبر مقبول کو شیخین نے اپنی صحیحین میں نقل کیا جب تک حد تواتر کو نہ پہنچے وہ قرائن یہ ہیں۔

١۔ان دونوں (صحیحین) کی جلالت وشان۔ ٢۔ان دونوں کا صحیح حدیث کی تمیز میں دوسری کتب پر مقدم ہونا۔

٣۔ان دونوں کی کتابوں کو علماء کا قبولیت کیساتھ حاصل کرنا۔

ب:۔جب حدیث مشہور کے کئی طرق ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور وہ تمام راویوں کے ضعف اور علل سے خالی ہوں۔

ج:۔وہ خبر جسے مسلسل ایسے آئمہ کرام نقل کریں جو حفظ واتقان سے موصوف ہیں (یعنی وہ حدیث غریب نہ ہو)۔

مثال:۔وہ حدیث جسے امام احمد نے حضرت امام شافعی سے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے حضرت امام مالک سے روایت کیا، اور امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت میں امام احمد رحمہ اللہ کیساتھ کوئی اور بھی شریک ہو اسی طرح حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی روایت میں امام شافعی رحمہ اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی شریک ہو۔

فصل ثانی ..... خبر مقبول معمول بہ اور غیر مقبول معمول بہ .....

سوال:-47 خبر مقبول کی کتنی قسمیں ہیں اور پھر ان قسموں سے علوم حدیث کی انواع میں سے کتنی قسمیں نکلتی ہیں بیان کریں؟

جواب:- خبر مقبول کی دو قسمیں ہیں۔ ١۔معمول بہ ٢۔غیر معمول بہ

ان دونوں سے علوم حدیث کی انواع میں سے دو قسمیں نکلتی ہیں۔ ١۔محکم ومختلف الحدیث ٢۔ناسخ ومنسوخ۔

سوال:-48 محکم ومختلف الحدیث کی لغوی و اصطلاحی تعریف بیان کریں؟

جواب:۔ ١۔محکم کی تعریف:۔لغت میں یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے جو ''احکم'' سے بنا ہے۔(اتقن کے معنی میں ہے)

اصطلاحی تعریف:۔''محکم وہ مقبول حدیث ہے جو اپنی مثل کے معارضہ سے محفوظ ہو''۔(یعنی جس کے مقابلے میں اس کی مثل کوئی حدیث نہ ہو)

اکثر احادیث اسی انواع سے متعلق ہیں اور وہ احادیث جو ایک دوسرے کی معارض اور مختلف ہیں تو تمام احادیث کی نسبت سے وہ کم ہیں۔

٢۔مختلف الحدیث کی تعریف:۔لغت میں یہ لفظ ''اختلاف'' سے اسم فاعل ہے جو اتفاق کی ضد ہے۔اور مختلف الحدیث کا معنی یہ ہے کہ جو حدیث ہم تک پہنچتی ہیں وہ معنی میں ایک دوسرے کے خلاف ہوں (یعنی معنوی طور پر ایک دوسرے کی ضد ہوں)۔

اصطلاحی تعریف:۔وہ حدیث مقبول جو اپنی مثل کی مخالف ہو اگر چہ ان کو جمع کرنا ممکن ہو۔

سوال:-49 درجہ ذیل احادیث ''لا عدوی ولا طیرۃ'' ''فر من المجذوم فرارك من الاسد'' میں تطبیق بھی بیان کریں؟

جواب:۔ احادیث میں تطبیق:۔

١۔حدیث مبارکہ ہے کہ ''لا عدوی ولا طیرۃ'' ''بیماری کا متعدی ہونا اور بدفالی کچھ نہیں'' اس حدیث کو امام مسلم نے نقل کیا۔

۲۔'' فر من المجذ وم فرارك من الاسد '' کوڑھ والے سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو' اس کو امام بخاری نے روایت کیا۔
یہ دونوں احادیث صحیح ہیں اور بظاہران میں تعارض ہے کیونکہ پہلی حدیث بیماری کے متعدی ہونے کی نفی کررہی ہے اور دوسری اُسے ثابت کررہی ہے۔

ا۔لیکن علماء نے ان کو جمع کیا اور متعدد طریقوں پر ان کے معنی کو باہم موافق قرار دیا۔ امام ابن حجر رحمہ اللہ نے ان دونوں حدیثوں کو جمع کرنے کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ کہا جائے کہ بیماری کے تعدیہ (متعدی ہونے) کی نفی ہے اور ثابت بھی نہیں ہے۔
دلیل:۔کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا:''لا یعدی شئی شیئا'' کوئی چیز دوسری چیز کی طرف متعدی نہیں ہوتی''۔ اُس شخص کو فرمایا جس نے معارضہ کرتے ہوئے کہا کہ خارشی اونٹ جب صحیح اونٹوں کے درمیان ہوتا ہے تو اس کے ملنے کی وجہ سے وہ بھی خارشی ہوجاتے ہیں اس پر آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا:''فمن اعدی الاول'' پہلے اونٹ تک خارش کس نے پہنچائی؟ یعنی اللہ تعالی نے ہی یہ مرض دوسرے (اونٹ) تک پہنچایا ہے جس نے پہلے تک پہنچایا ہے۔

۲۔اورکوڑھ کے مریض سے بھاگنے کا مسئلہ جو ہے اس کا تعلق ''سدذرائع'' سے ہے یعنی اُس شخص کو جو کوڑھی کیساتھ میل جول رکھتا ہے اللہ تعالی کی تقدیر کیساتھ یہ مرض ابتداءً لاحق ہوجائے دوسرے سے متعدی نہ ہو جس کی نفی کی گئی ہے تو اسے یہ خیال ہوگا کہ اس کا سبب اس شخص کیساتھ اٹھنا بیٹھنا ہے لہذا وہ بیماری کے تجاوز کرنے کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔اس لئے حضور ﷺ نے کوڑھی سے دور رہنے کا حکم دیا تاکہ وہ اس اعتقاد کو اختیار کرکے گناہ میں نہ پڑے۔

سوال:-50 جب کوئی محدث دو مقبول حدیثوں کو متعارض پائے تو اس پر کیا چیز واجب ہے بیان کریں؟

جواب:۔ ایسی صورت میں اس پر لازم یہ ہے کہ درج ذیل مراحل کو اختیار کرے:
ا۔جب دونوں کو جمع کرنا ممکن ہو تو جمع کرنا متعین ہوگا اور دونوں پر عمل واجب ہوگا۔
۲۔اور اگر کسی وجہ سے جمع کرنا ممکن نہ ہو تو پھر درجہ ذیل صورتیں ہیں۔
الف۔ان میں سے اگر ایک کا ناسخ ہونا معلوم ہو تو ہم اسے مقدم کرکے اس پر عمل کریں گے اور منسوخ کو چھوڑ دیں گے۔
ب۔اگر اس بات کا علم نہ ہوسکے تو ترجیح کی وجوہ (جو کہ پچاس سے زائد ہیں) میں سے کسی وجہ کیساتھ ایک کو دوسری حدیث پر ترجیح دیں گے پھر راجح پر عمل کریں گے۔
ج۔اگر ایک کو دوسری پر ترجیح بھی نہ ہو (ایسا بہت کم ہوتا ہے) تو جب تک کوئی ترجیح دینے والی بات ظاہر نہ ہو دونوں پر عمل سے رُک جائیں گے۔

سوال:-51-'جمع بین الحدیثین'' کی اہمیت اور اس میں کامل کون سے بیان کریں، نیز اس فن کی چند مشہور تصنیفات بھی ذکر کریں؟

جواب:۔ ''جمع بین الحدیثین'' یہ علوم حدیث میں اہم فن (علم) ہے کیونکہ اس کی معرفت تمام علماء کی مجبوری ہے۔اس میں کامل و ماہر صرف وہ علماء ہیں جو حدیث اور فقہ کے جامع ہیں اور وہ اصولی جو دقیق معانی میں غوطہ زن ہوتے ہیں اور ان لوگوں پر شاذ و نادر مقام کے علاوہ کچھ مشکل (مخفی) نہیں ہوتا۔
مشہور تصنیفات:۔
ا۔اختلاف الحدیث:۔یہ امام شافعی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے اور سب سے پہلے آپ ہی نے اس مسئلے میں کلام کیا اور کتاب لکھی۔
۲۔تاویل مختلف الحدیث:۔یہ ابن قتیبہ عبداللہ بن مسلم کی تصنیف ہے۔ ۳۔مشکل الآثار:۔امام طحاوی ابو جعفر احمد بن سلامہ کی کتاب ہے۔

سوال:- 52 نسخ حدیث کی لغتًا واصطلاحًا تعریف بیان کریں نیز ناسخ ومنسوخ کی پہچان میں مشہور علماء کی وضاحت بھی کریں؟

جواب:۔ نسخ کی تعریف:۔لغت میں اس کے دو معنی ہیں۔ ۱۔ازالہ ۲۔نقل

ازالہ:۔اسی سے ہے"نسخت الشمس الظل"سورج نے سائے کو زائل کر دیا۔

نقل:۔اسی سے ہے"نسخت الکتاب"جب تحریر کو دوسری جگہ منتقل کرے گویا ناسخ،منسوخ کو زائل کرتا ہے یا اسے دوسرے حکم کی طرف منتقل کرتا ہے

اصطلاحی تعریف:۔شارع کا پہلے حکم کو دوسرے حکم کے ذریعے اُٹھا دینا۔

ناسخ ومنسوخ کی پہچان میں مشہور علماء:۔

ناسخ ومنسوخ کی پہچان ایک اہم اور مشکل فن ہے۔حضرت زہری فرماتے ہیں"اعیا الفقهاء واعجزهم ان یعرفوا ناسخ الحدیث من منسوخه" ناسخ ومنسوخ حدیث کی پہچان نے فقہاء کو تھکا دیا اور عاجز کر دیا۔ناسخ منسوخ کو ظاہر کرنے والوں میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سب سے زیادہ مشہور ہیں آپ کو اس فن میں یدطولیٰ اور سبقت اولیٰ حاصل تھی جب ابن رواہ مصر سے آئے تو حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا تم نے امام شافعی رحمہ اللہ کی کتب لکھی؟ کہا نہیں۔تو آپ نے فرمایا تم نے کوتاہی کی ہمیں مجمل ومفسر اور ناسخ ومنسوخ کا علم اُس وقت حاصل ہوا جب ہم نے امام شافعی رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی۔

سوال:- 53 ناسخ ومنسوخ کی پہچان(معرفت)کیسے حاصل ہوسکتی ہے بیان کریں؟

جواب:۔ درجہ ذیل امور میں سے کسی ایک کے ذریعے ناسخ ومنسوخ حدیث کی پہچان حاصل ہوسکتی ہے۔

۱۔رسول کریم ﷺ کے واضح بیان سے،جیسے صحیح مسلم میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فانها تذکر الآخرة"میں تمہیں قبور کی زیارت سے منع کرتا تھا پس اب تم ان کی زیارت کر سکتے ہو یہ دنیا سے بے رغبت کرتی اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔"

۲۔کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے قول سے۔جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے"کان آخر الامرین من رسول الله ﷺ ترك الوضوء مما مست النار"رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ ﷺ نے آگ پر پکی ہوئی چیز(کھانے)سے وضو کو ترک کر دیا(یعنی آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا)۔

۳۔معرفت تاریخ:۔جس طرح حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی حدیث"افطر الحاجم والمحجوم"سینگی لگانے والے اور سینگی لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا۔یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے منسوخ ہے"ان النبی ﷺ احتجم وهو محرم صائم"۔ رسول کریم ﷺ نے سینگی لگوائی اور آپ ﷺ نے احرام باندھا ہوا تھا اور روزہ دار بھی تھے۔

۴۔دلالت اجماع:۔جس طرح یہ حدیث مبارکہ ہے"من شرب الخمر فاجلدوه فان عاد فی الرابعة فاقتلوه"جو آدمی شراب پیئے اسے کوڑے مارو اگر چوتھی مرتبہ بھی پیئے تو اسے قتل کردو"۔امام نووی فرماتے ہیں اس حدیث کے منسوخ ہونے پر اجماع ہے۔اجماع نہ ناسخ ہے نہ منسوخ البتہ ناسخ پر دلالت کرتا ہے۔

سوال:۔ ۵۴۔ ناسخ ومنسوخ سے متعلق مشہور تصانیف بمع مصنف تحریر کریں؟

جواب:۔ ا۔''الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار'' تصنیف ابو بکر محمد ابن موسیٰ حازمی رحمہ اللہ۔

۲۔''الناسخ والمنسوخ'' تصنیف امام احمد رحمہ اللہ۔

۳۔''تجرید الاحادیث المنسوخۃ'' تصنیف ابن جوزی رحمہ اللہ

فصل ثالث ..... خبر مردود

سوال:-55 خبر مردود کی تعریف بیان کریں نیز خبر مردود کی اقسام اور اسبابِ ردّ کی بھی وضاحت کریں؟

جواب:۔ تعریف:۔ خبر مردود وہ خبر (حدیث) ہے جس میں مخبر بہ (جس بات کی خبر دی گئی) کا صدق راجح نہ ہو۔

خبر مردود کی اقسام اور اسباب ردّ:۔

علماءکرام نے خبر مردود کو کئی اقسام میں تقسیم کیا ہے (ان میں سے بعض چالیس سے بھی زیادہ ہیں) اوران میں سے بہت سی اقسام کو خاص نام دیئے ہیں اور کچھ کیلئے خاص نام نہیں بلکہ عام یعنی ''ضعیف حدیث'' ہی ذکر کیا ہے۔ بنیادی طور پر حدیث کو رد کرنے کے دو بڑے سبب پائے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ ا۔اسناد میں سقوط ۲۔راوی میں طعن۔

سوال:-56 حدیث ضعیف کی لغوی واصطلاحی تعریف ومثال بیان کریں؟

جواب:۔ لغت میں لفظ ضعیف لفظ قوی کی ضد ہے ضعف حسی اور معنوی دونوں طرح ہوتا ہے یہاں ضعف معنوی مراد ہے۔

اصطلاحی تعریف:۔ حدیث ضعیف وہ ہے جس میں حدیث حسن کی صفات جمع نہ ہوں کیونکہ اس میں شرائط حسن میں سے کوئی شرط مفقود ہوتی ہے۔ البیتونی نے اپنے منظوم کلام میں کہا ہے کہ ہر وہ حدیث جو حسن کے مرتبے سے کم ہو وہ ضعیف ہے اور اس کی اقسام بہت زیادہ ہیں۔

مثال:۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے حکیم اثرم کے طریق سے ابو تیمیہ الھجیمی سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا ''من اتی حائضاً او امراۃ فی دبرھا او کاھناً فقد کفر بما انزل علی محمد'' ''جو شخص حائضہ عورت سے جماع کرے یا کسی عورت سے غیر فطری فعل کرے یا کاہن کے پاس جائے اس نے حضرت محمد ﷺ پر نازل کردہ دین کا انکار کیا''۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم اس حدیث کو صرف حکیم اثرم کی روایت سے جانتے ہیں وہ ابو تمیمہ الھجیمی سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اس کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں اس حدیث کو محمد بن اسماعیل (امام بخاری) نے سند کے اعتبار سے بہت ضعیف قرار دیا ہے۔

سوال:-57 ''او ھی الاسانید'' کی وضاحت کریں؟

جواب:- حاکم نیشاپوری نے بعض صحابہ کرام یا بعض جہات اور بعض شہروں کی طرف نسبت کرتے ہوئے ''او ھی الاسانید'' کا بڑا مجموعہ ذکر کیا ہے۔ اس سلسلے میں امام حاکم کی کتب کی بعض مثالیں درجہ ذیل ہیں:

۱۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت ''او ھی الاسانید ''صدقہ بن موسیٰ الدقیقی عن فرقد السنجی عن مرۃ الطیب عن ابی بکر رضی اللہ عنہ ہے۔
۲۔شامیوں کی کمزور ترین سند''او ھی الاسانید ''محمد بن قیس المصلوب عن عبیداللہ بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ ہے۔
۳۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے''او ھی الاسانید ''الصغیر محمد بن مردان عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ہے۔
حضرت ابن حجر فرماتے ہیں یہ سلسلۃ الکذب ہے'' سلسلۃ الذھب'' نہیں ہے۔

سوال:-58 ضعیف احادیث کی روایت کا حکم بیان کریں؟

جواب:- آئمہ حدیث اور دوسرے حضرات کے نزدیک ضعیف احادیث اور جن احادیث کی اسناد میں تساہل ہے ان کا ضعف بیان کئے بغیر ان کی روایت جائز ہے بخلاف موضوع احادیث کے، ان کی روایت جائز نہیں ہے البتہ ان کا موضوع ہونا بیان کیا جائے تو دو شرطوں کیساتھ روایت کر سکتے ہیں۔
۱۔یہ حدیث عقائد سے متعلق نہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی صفات۔ ۲۔حلال وحرام سے متعلق احکام شرعیہ کے بیان میں نہ ہو۔
یعنی ضعیف حدیث کی روایت، وعظ ونصیحت، ترغیب وترہیب اور واقعات وغیرہ کے بارے میں جائز ہے۔ضعیف حدیث کی روایت میں جن آئمہ سے تساہل منقول ہے ان میں سفیان ثوری، عبدالرحمٰن بن مہدی، اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ ہیں۔

سوال:-59 ضعیف حدیث پر عمل کے بارے میں کیا حکم ہے بیان کریں؟

جواب:- ضعیف حدیث پر عمل کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ فضائل اعمال میں اس پر تین شرائط کیساتھ عمل کیا جاسکتا ہے ان تین شرائط کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے واضح کیا ہے۔
۱۔ضعف زیادہ شدید نہ ہو۔ ۲۔حدیث ایسے قواعد کے تحت ہو جن پر عمل کیا جاتا ہے۔
۳۔عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا عقیدہ نہ رکھے بلکہ احتیاط کا اعتقاد رکھے۔

..... دوسری بحث ..... سند میں سقوط کی وجہ سے مردود .....

سوال:-60 ''بالسقط من الاسناد'' سے کیا مراد ہے بمع اقسام تحریر کریں؟

جواب:- سند میں سقوط سے مراد یہ ہے کہ بعض راویوں کی طرف سے جان بوجھ کر یا بغیر قصد کے ایک راوی یا زیادہ کے سقوط کی وجہ سے اسناد کا سلسلہ منقطع ہو جائے سند کے اول سے ہو یا آخر سے یا درمیان سے وہ سقوط ظاہری ہو یا مخفی۔

اقسام سقوط:-

ظہور وخفاء کے اعتبار سے اسناد سے سقوط کی دو قسمیں ہیں: ۱۔سقوطِ ظاہری ۲۔سقوطِ خفی

۱۔ظاہری سقوط:-اس قسم کی معرفت میں آئمہ اور دیگر لوگ جو علوم حدیث میں مشغول ہوئے ہیں۔مشترک ہیں۔
اس سقوط کا علم راوی اور اس کے شیخ کے درمیان عدم ملاقات سے ہوتا ہے یا اس لئے (ملاقات نہیں ہوئی) کہ اس (راوی) نے اس (شیخ) کا زمانہ نہیں پایا۔ یا اس کا زمانہ پایا لیکن وہ اکٹھے نہیں ہوئے اور اسے اس کی طرف سے اجازت اور وجادت حاصل نہیں ہوئی۔اسی لئے اسانید کی بحث میں بحث کرنے والا راویوں کی تاریخ جاننے کا محتاج ہوتا ہے کیونکہ اس تاریخ میں ان کی ولادت، وفات، طلب علم کے اوقات اور سفر وغیرہ کا بیان شامل ہوتا ہے۔

۲۔سقوطِ خفی:۔

اس کا ادراک صرف ماہر آئمہ جو حدیث کے طرق اور اسانید کی علت پر مطلع ہوتے ہیں، ان کو حاصل ہوتا ہے۔اور اس کے دو نام ہیں۔

ا۔مدلّس ۲۔مرسل خفی

سوال:۔ ۶۱۔حدیث معلق کی لغوی واصطلاحی تعریف مع امثلہ بیان کرتے ہوئے اس کی صورتوں کی وضاحت کریں؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ اس حدیث کو معلق کیوں کہتے ہیں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔یہ"علّق الشی ء بالشی ء" سے اسم مفعول ہے۔یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کیساتھ جوڑا، باندھا، اور لٹکایا وغیرہ۔

اصطلاحی تعریف:۔جس کی سند کے آغاز سے ایک یا زیادہ راوی مسلسل حذف ہوں۔

مثال:۔امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے مقدمہ میں ران کے بارے میں جو حدیث ذکر کی ہے"وقال ابو موسی رضی الله عنه غطی النبی ﷺ رکبتیه حین دخل عثمان""نبی کریم ﷺ نے اپنے گھٹنے ڈھانپ لئے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے" یہ حدیث معلق ہے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابی کے علاوہ پوری سند کو حذف کر دیا اور وہ صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہیں۔

معلق کی صورتیں:۔

الف۔تمام سند کو حذف کر کے کہا جائے""قال رسول اللہ ﷺ کذا"(رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا)۔

ب۔صحابی کے علاوہ تمام سند کو حذف کر دیا جائے یا صرف صحابی اور تابعی کا ذکر ہو باقی سند کو حذف کر دیا جائے۔

معلق کہنے کی وجہ:۔اس کا اتصال صرف اوپر والی جہت سے ہوتا ہے اور نیچے والی جہت سے انقطاع ہوتا ہے اس لئے اسے معلق کہتے ہیں۔

سوال:-62 حدیث معلق کا حکم بیان کرتے ہوئے صحیحین میں معلقات کے حکم کی وضاحت کریں؟

جواب:۔ حکم:۔حدیث معلق مردود ہے کیونکہ اس میں قبولیت کی شرائط میں سے ایک شرط(اتصال سند) مفقود ہے اور یہ اس کی سند میں سے ایک یا زیادہ راویوں کا حذف ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ جس راوی کو حذف کیا ہے اس کا حال کیا ہے۔

صحیحین میں معلقات کا حکم:۔

یہ حکم(یعنی معلق کا مردود ہونا) مطلق حدیث کا ہے لیکن جب حدیث معلق ایسی کتاب میں پائی جائے جس کی صحت کا التزام کیا گیا ہے جیسے صحیحین، تو اس کیلئے خاص حکم ہوگا اور وہ یہ ہے کہ :۔

ا۔جو قطعی صیغہ کیساتھ ذکر کی جائے۔جیسے: قال، ذکر، حکی، تو یہ مضاف الیہ تک صحیح ہے(یعنی جس کی طرف حدیث کی اضافت ہے اس تک جو سند محذوف ہے وہ صحیح ہے)۔

۲۔جو کمزور صیغہ کیساتھ ذکر کی جائے۔جیسے: قیل، ذُکر، حُکی (مجہول کے صیغے) تو اس میں مضاف الیہ کے علاوہ کیلئے صحیح کا حکم نہیں(یعنی جو سند محذوف ہے اس پر صحیح کا حکم نہیں ہوگا) بلکہ اس میں صحیح، حسن اور ضعیف بھی ہیں۔

سوال:۔ ۶۳۔مرسل کی تعریف بمع امثلہ بیان کرتے ہوئے محدثین ، فقہاء اور اصولیین کے نزدیک مرسل کی صورت کی بھی وضاحت کریں؟

جواب:۔ لغت میں یہ ارسَل سے اسم مفعول ہے جس کا معنی ہے''چھوڑنا''۔

اصطلاحاً......حدیث مرسل وہ ہے جس کے آخر سے (یعنی تابعی کے بعد سے) سند میں سقوط ہو (یعنی صحابی کا ذکر نہ ہو)۔

صورت:۔

ا۔محدثین کے نزدیک:۔تابعی چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا کہے''قال رسول اللہ ﷺ کذا او فعل کذا او فعل بحضرتہ کذا'' رسول کریم ﷺ نے یوں فرمایا، یا اس طرح کیا یا آپ ﷺ کی موجودگی میں فلاں کام کیا گیا۔

۲۔فقہاء و اصولیین کے نزدیک:۔

ان کے نزدیک مرسل عام ہے ان کے نزدیک ہر منقطع مرسل ہے انقطاع کسی وجہ سے بھی ہو خطیب (بغدادی) کا بھی یہی مذہب ہے۔

مثال:۔امام مسلم نے اپنی صحیح میں کتاب البیع میں حدیث نقل کی فرماتے ہیں:''حدثنی محمد بن رافع ثنا حجین ثنا اللیث عن عقیل عن ابن شھاب عن سعید بن المسیب (ان رسول اللہ ﷺ نھی عن المزابنۃ)''

حضرت سعید بن مسیّب تابعی ہیں انہوں نے حدیث یہ حدیث نبی اکرم ﷺ سے اس طرح روایت کی کہ ان کے اور آپ ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں تو انہوں نے اس حدیث کی سند کے آخر سے راوی کو ساقط کر دیا اور وہ تابعی کے بعد راوی ہیں یہ سقوط کم از کم ایک صحابی کا ہوتا ہے اور یہ احتمال ہے کہ اس کیساتھ کوئی تابعی ساقط ہو۔

سوال:۔64 مرسل کا حکم بمع اختلاف بیان کریں؟

جواب:۔ اصل میں مرسل ضعیف مردود ہے کیونکہ اس میں مقبول کی شرائط میں سے ایک شرط (اتصال سند) مفقود ہوتی ہے۔نیز محذوف راوی مجہول ہوتا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ محذوف غیر صحابی ہو اس حال کی وجہ سے ضعیف ہونے کا احتمال ہے۔

اختلاف:۔

محدثین اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے مرسل کے حکم میں اختلاف کیا ہے کیونکہ انقطاع کی یہ قسم سند میں کسی بھی دوسرے انقطاع سے مختلف ہوتی ہے اس میں ساقط راوی غالب طور پر صحابی ہوتا ہے اور تمام صحابہ عدول ہیں ان کی عدم معرفت سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

سوال:۔65 اجمالی طور پر مرسل کے بارے میں اقوال علماء تحریر کریں؟

جواب:۔ اجمالی طور پر علماء کے تین اقوال ہیں:

ا۔ضعیف مردود:۔یہ جمہور محدثین اور کثیر اصولیین اور فقہاء کے نزدیک ہے۔

دلیل:۔محذوف راوی کی حالت کا مجہول ہونا ہے۔کیونکہ ہوسکتا ہے وہ غیر صحابی ہو۔

۲۔یہ حدیث صحیح ہے اس سے استدلال ہوسکتا ہے۔یہ آئمہ ثلاثہ (امام اعظم، امام مالک، امام احمد رحمھم اللہ) کے نزدیک ہے۔امام محمد کا مشہور قول یہی ہے اور علماء کی ایک جماعت کا بھی یہی نقطہ نظر ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مرسل (ارسال کرنے والا) ثقہ ہو اور وہ صرف ثقہ سے ارسال کرتا ہو۔

دلیل:۔ثقہ تابعی کیلئے یہ کہنا جائز نہیں کہ''قال رسول اللہ ﷺ'' مگر جب کہ اس نے ثقہ سے سنا ہو۔

۳۔''قبولہ بشروط (ای یصح بشروط)''مرسل چند شرطوں کیساتھ صحیح ہے یہ امام شافعی اور بعض اہل علم کے نزدیک ہے۔ وہ چار شرطیں ہیں۔ تین کا تعلق ارسال کرنے والے راوی سے ہے اور ایک کا تعلق مرسل حدیث سے ہے۔ جو کہ درجہ ذیل ہیں:

۱۔ارسال کرنے والا کبار تابعین میں سے ہو۔

۲۔جب ارسال کرنے والا جس سے ارسال کرتا ہے اس کا نام لے تو ثقہ کا نام لے۔

۳۔جب اس کی مشارکت حافظ اور مامون راوی کریں تو اس کی مخالفت نہ کرتے ہوں۔

نوٹ:۔ ان تینوں شرطوں کیساتھ درجہ ذیل صفات میں سے کوئی ایک صفت بھی ملی ہو۔

۱۔وہ حدیث ایک اور مسند طریق سے مروی ہو۔

۲۔وہ حدیث ایک اور مرسل طریق سے مروی ہو،لیکن اسے مرسل وہ بیان کریں جنھوں نے پہلی مرسل حدیث کے رجال کے علاوہ دوسرے راویوں سے حصول علم کیا ہو۔

۳۔وہ حدیث صحابی کے قول کے موافق ہو۔ ۴۔یا اس کے موافق اور مقتضی پر اکثر اہل علم نے فتویٰ دیا ہو۔

۵۔یا اس کے موافق اور مقتضی پر اکثر اہل علم نے عمل کیا ہو۔

جب یہ شرائط ثابت اور محقق ہو جائیں تو مرسل کے مخرج وماخذ اور اصل کی صحت واضح ہو جاتی ہے اور جو اس کیلئے معتمد و معاون ہو، اس سے معلوم ہوا کہ دونوں صحیح ثابت ہیں۔ اگر ان دونوں کے معارض کوئی صحیح حدیث ایک سند سے آجائے اور ان میں جمع بھی متعذر ہو تو ہم ان احادیث کو ترجیح دیں گے کیونکہ ان کے طرق و اسناد زیادہ ہیں۔

سوال:-66 - مرسل صحابی سے مراد ہے،بمع حکم سپر د قلم کریں؟

جواب:۔ مرسل صحابی:۔وہ روایت جس میں صحابی رسول اللہ ﷺ کے ایسے قول یا فعل کی خبر دے جسے اس نے نہ سنا ہو اور نہ ہی اس کا مشاہدہ کیا ہو یا تو اپنے صغر سنی (کم عمری) کی وجہ سے یا پھر متاخر الاسلام ہونے کی وجہ سے یا پھر غائب رہنے کی وجہ سے اس قسم کی بہت سی احادیث صغار صحابہ سے مروی ہے۔

جیسے:ابن عباس،ابن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ۔

مرسل صحابی کا حکم:۔جمہور علماء کا قطعی،مشہور اور صحیح مذہب یہی ہے کہ مرسل صحابی صحیح ہے اور اس سے حجت پکڑی جائے گی کیونکہ صحابی کا تابعین سے روایت کرنا قلیل ہے اور جب وہ تابعین سے روایت کرتے ہیں تو اسے واضح کرتے ہیں اور جب واضح نہ کریں اور یوں کہیں کہ ''قال رسول اللہ ﷺ'' تو اصل یہی ہے کہ انہوں نے اس روایت کو دوسرے صحابی سے سنا ہے اور صحابی کا سند سے حذف کر دینا مضر اور نقصان دہ نہیں ہے۔ نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ صحابی کی مرسل کا حکم وہی ہے جو غیر صحابی کی مرسل کا ہے لیکن یہ قول ضعیف اور غیر مقبول ومردود ہے۔

سوال:-67 - حدیث معضل کی تعریف بمع امثلہ تحریر کرتے ہوئے اس کا حکم بیان کریں؟

جواب:۔ تعریف:۔ لغت میں یہ ''اَعْضَلَ'' سے اسم مفعول ہے جس کا معنی ہے تھکا دیا۔

اصطلاحا.....جس حدیث کی سند سے دو یا زیادہ راوی مسلسل (ایک ہی جگہ سے) ساقط ہوں وہ معضل ہے۔

حکم:۔معضل حدیث ضعیف ہے اور اس کا حال مرسل اور منقطع سے بھی خستہ ہے کیونکہ سند میں سے زیادہ لوگ محذوف ہوتے ہیں معضل کے اس حکم پر علماء کا اتفاق ہے۔

مثال:۔امام حاکم نے'' معرفۃ الحدیث''میں اپنی سند کیساتھ حضرت قعنبی تک اورانہوں نے حضرت امام مالک سے روایت کیا کہ ان کو یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:''قال رسول اللہ ﷺ للمملوك طعام و كسوته بالمعروف ولا يكلف من العمل الا ما يطيق''

ترجمہ:رسول اکرم ﷺ نے فرمایا غلام کیلئے کھانا اورلباس معروف طریقے سے ہے اوراسے اسی کام کی تکلیف دی جائے جس کی وہ طاقت رکھتا ہے''

امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث معضل ہے امام مالک نے اسے اپنے مؤطا میں اسی طرح معضل ذکر کیا ہے۔اور امام مالک اورابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان دو راوی مسلسل ساقط ہیں مؤطا کے علاوہ میں ہمیں معلوم ہے کہ دو راوی مسلسل ساقط ہیں وہ یوں ہے''عن مالك عن محمد بن عجلان عن ابيه عن ابى هريرة''۔

سوال:-68 - حدیث معضل اور معلق کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت کو بیان کرتے ہوئے معضل کے مقامات بھی سپرد قلم کریں؟

جواب:۔ معضل اور معلق کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔

ا۔ایک صورت میں معضل، معلق کیساتھ جمع ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب سند کے شروع سے دو راوی مسلسل حذف ہوں (ساقط ہوں) وہ ایک ہی وقت میں معضل بھی ہے اور معلق بھی۔

۲۔دوصورتوں میں معضل، معلق سے جدا ہوتی ہے۔

الف۔جب سند کے درمیان سے راوی مسلسل ساقط ہوں تو یہ معضل ہے معلق نہیں۔

ب۔جب سند کے شروع سے ایک راوی ساقط ہو تو یہ معلق ہے معضل نہیں۔

معضل کے مقامات:۔

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:معضل ،منقطع اور مرسل کے مقامات یہ ہیں:

ا۔سعید بن منصور کی کتاب ''کتاب السنن''۔ ۲۔ابن ابی الدنیا کی ''مؤلفات''۔

سوال:-69 - حدیث منقطع کی تعریف،مثال وحکم بیان فرمائیں نیز متاخرین محدثین کے نزدیک حدیث منقطع کی تعریف کی وضاحت کریں؟

جواب:۔ منقطع کی تعریف:۔لغت میں یہ''الانقطاع'' سے اسم فاعل ہے جو اتصال کی ضد ہے۔

اصطلاحی تعریف:۔جس حدیث کی سند متصل نہ ہو وہ منقطع ہے انقطاع کسی بھی وجہ سے ہو۔

متاخرین علماء کے نزدیک:۔

منقطع وہ حدیث ہے جس کی سند متصل نہ ہو اوراس پر مرسل، معلق یا معضل کا نام نہ بولا جاتا ہو، گویا منقطع عام نام ہے جو ان تینوں کے علاوہ ہر اس حدیث پر بولا جاتا ہے، جس کی سند میں انقطاع ہو اور وہ سند کے شروع سے حذف ہو یا اس کے آخر سے حذف ہو یا دو راوی مسلسل محذوف ہوں کسی بھی جگہ سے۔

مثال:۔عبدالرزاق نے ثوری سے انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے زید بن یثیع سے انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا:

''ان وليتموها ابا بكر فقوى امين ''اگر تم اس بات کی نگرانی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سپرد کروگے تو وہ مضبوط (اور) امانت دار ہیں''۔

اس سند کے درمیان سے ایک شخص ساقط ہوگیا اور وہ حضرت شریک ہیں یہ حضرت ثوری اور حضرت اسحاق کے درمیان سے ساقط ہوئے کیونکہ حضرت ثوری نے حضرت ابواسحاق سے بالمشافہ حدیث نہیں سنی انہوں نے یہ حدیث حضرت شریک سے سنی ہے اور حضرت شریک نے ابواسحاق سے سنی ہے۔

اس انقطاع پر مرسل، معلق یا معضل کا نام صادق نہیں آتا لہٰذا منقطع ہے۔

حکم:۔ حدیث منقطع کے ضعیف ہونے پر علماء کرام کا اتفاق ہے اور اس کی وجہ محذوف راوی کی حالت کا مجہول ہونا ہے۔

سوال:-70 - مدلّس کی تعریف اور اس کی اقسام کے نام تحریر کریں؟

جواب:۔ تعریف:۔ لغوی اعتبار سے مدلّس، تدلیس سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور لغت میں تدلیس، مشتری سے مبیع کے عیب کو چھپانا ہے اور اصل میں تدلیس، دَلَس سے مشتق ہے اور وہ اندھیرا ہے یا اندھیروں کا مل جل جانا ہے۔ گویا مدلِّس (تدلیس کرنیوالا) حدیث سے واقف شخص ہر اپنے معاملے کو اندھیرے میں رکھتا ہے پس اس کی حدیث کو مدلّس کہا جاتا ہے۔

اصطلاحاً:۔ سند کے عیب کو چھپانا اور اس کے ظاہر کی تحسین کرنا تدلیس ہے۔

اقسام تدلیس:۔ تدلیس کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ ۱۔ تدلیس الاسناد ۲۔ تدلیس الشیوخ

سوال:-71 - تدلیس الاسناد کی تعریف، مثال اور حکم بیان کریں نیز تدلیس الاسناد اور ارسال خفی میں فرق کی وضاحت بھی کریں؟

جواب:۔ تعریف:۔ راوی اس شیخ سے روایت جس سے اس کو احادیث کی سماعت حاصل ہے لیکن یہ حدیث اس سے نہیں سنی اور یہ ذکر نہ کرے کہ اس نے سنی ہے۔

حکم:۔ تدلیس اسناد بہت مکروہ ہے اکثر علماء نے اس کی مذمت کی ہے اور حضرت شعبہ ان میں سب سے زیادہ مذمت کرنے والے ہیں اس سلسلے میں ان کے کئی اقوال ہیں جن میں سے ایک یہ ہے" التدلیس اخوا الکذب"، تدلیس جھوٹ کا بھائی ہے۔

تدلیس اسناد اور ارسال خفی میں فرق:۔

حضرت ابوالحسن قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں تدلیس اسناد اور ارسال خفی میں یہ فرق ہے کہ ارسال اس سے روایت کرنا ہے جس سے سنا نہیں۔ یعنی مدلس اور ارسال خفی کرنے والا مرسِل دونوں ایسے شیخ سے روایت کرتے ہیں جس میں سماع اور غیر سماع دونوں کا احتمال ہے لیکن مدلس بعض اوقات اس شیخ سے اس مدلس حدیث کے علاوہ احادیث سنتا ہے لیکن ارسال خفی کرنے والا اس شیخ سے کبھی بھی نہیں سنتا نہ وہ احادیث جن میں ارسال کیا اور نہ ان کے علاوہ لیکن وہ اس شیخ کا ہم عصر ہوتا ہے یا اس سے ملاقات حاصل ہوتی ہے۔

مثال:۔ امام حاکم نے اپنی سند کیساتھ علی بن حشرم سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے ابن عیینہ نے فرمایا انہوں نے حضرت زہری سے روایت کیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے حضرت زہری سے سنا ہے؟ فرمایا نہیں اور نہ ہی اُس سے سنا جس نے یہ حدیث حضرت زہری سے سنی، مجھ سے حضرت عبدالرزاق نے بیان کیا انہوں نے معمر سے اور انہوں نے حضرت زہری سے روایت کیا تو اس مثال میں حضرت ابن عیینہ نے دو راویوں کو ساقط کیا جو ان کے اور حضرت زہری کے درمیان ہیں۔

سوال :-72 - تدلیس التسویہ کی تعریف، مثال اور حکم بیان کریں؟

جواب:۔ تعریف:۔ یہ راوی کا اپنے شیخ سے روایت کرنا پھر دو ثقہ راویوں کے درمیان ضعیف راوی کو ساقط کرنا ہے جن دونوں نے ایک دوسرے سے ملاقات کی ہو۔

جیسے:۔ کوئی راوی کسی ثقہ شیخ سے حدیث روایت کرے اور وہ ثقہ ضعیف راوی سے اور وہ ضعیف، ثقہ راوی سے روایت کرے ان دونوں ثقہ نے ایک دوسرے سے ملاقات کی ہو۔ پس وہ مدلس جس نے پہلے ثقہ سے حدیث سنی تھی اس ضعیف کو ساقط کر دے جو سند میں ہے اور سند کو اپنے ثقہ شیخ سے بنا

دے اور وہ دوسرے ثقہ سے ایسے لفظ کیساتھ روایت کرے جس میں (سماعت اور غیر سماعت) دونوں کا احتمال ہو اس طرح وہ پوری سند کو برابر ثقہ راویوں سے روایت کرے۔

نوٹ:۔ تدلیس کی یہ قسم بدترین قسم ہے کیونکہ پہلا ثقہ بعض اوقات تدلیس کیساتھ مشہور نہیں ہوتا اور سند پر واقف شخص اسے تسویہ کے بعد اس طرح پاتا ہے کہ اس نے دوسرے ثقہ سے روایت کی پس اس پر صحت کا حکم لگاتا ہے اور اس میں بہت دھوکہ ہے۔

مثال:۔ ابن ابی حاتم نے ''العلل'' میں حدیث روایت کی: ''قال سمعت ابی'' میں نے اپنے والد سے سنا''۔ اور وہ حدیث ذکر کی جسے اسحاق بن راھویہ نے بقیہ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں مجھ سے ابو وہب اسدی نے بیان کیا وہ حضرت نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں: ''لا تحمد وا اسلام المرء حتی تعرفوا اعقد ۃ رایہ'' کسی انسان کے اسلام کی تعریف نہ کرو جب تک اس کی رائے کی گرہ معلوم نہ کرلو۔'' فرماتے ہیں میرے والد کہتے ہیں اس حدیث کو سمجھنے والے بہت کم لوگ ہیں اس حدیث کو عبیداللہ بن عمرو نے، اسحاق بن ابی فروہ سے انہوں نے حضرت نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔ امیں عبیداللہ بن عمرو ثقہ ہیں اور اسحاق بن ابی فروہ ضعیف ہیں۔ عبیداللہ بن عمرو کی کنیت ابو وہب ہے اور وہ اسدی ہیں تو بقیہ نے ان کی کنیت بیان کی اور بنو اسد کی طرف منسوب کیا تاکہ اسے کوئی سمجھ نہ سکے۔ یہاں تک کہ جب وہ درمیان میں سے اسحاق بن ابی فروہ کو چھوڑ دے گا تو اس تک رسائی نہ ہو سکے گی۔

حکم:۔ یہ تدلیس اسناد سے بھی زیادہ ناپسندیدہ ہے حتی کہ عراقی نے کہا جو شخص جان بوجھ کر اس کا ارتکاب کرے تو یہ اس میں عیب کا سبب ہے۔

سوال:-73 - تدلیس شیوخ کی تعریف، مثال اور حکم بیان کریں؟

جواب:۔ تعریف:۔ کوئی راوی کسی شیخ سے ایسی حدیث روایت کرے جو اس نے اُس شیخ سے سنی ہے پھر وہ اس کا نام لے یا کنیت ذکر کرے یا نسبت یا ایسا وصف بیان کرے جس کیساتھ وہ معروف نہ ہو تاکہ وہ معروف ہو جائے۔

مثال:۔ ابوبکر بن مجاہد جو آئمہ قراء میں سے ایک ہے ان کا قول: ''حدثنا عبید اللہ بن ابی عبد اللہ'' اور وہ اس سے ابوبکر بن ابوداؤد سجستانی مراد لیتے ہیں۔

حکم:۔ اس کی کراہت، تدلیس اسناد کی کراہت سے ہلکی اور کم ہے کیونکہ مدلِس کسی راوی کو ساقط نہیں کرتا۔ اس میں کراہت اس سے مروی حدیث کے ضائع کرنے اور سامع پر اس کی معرفت کے راستے کو دشوار کرنے کے سبب سے ہوتی ہے اور تدلیس پر ابھارنے والی غرض کے اعتبار سے اس کی کراہت کا حال مختلف ہوتا ہے۔

سوال:-74 - تدلیس شیوخ، اور تدلیس اسناد پر ابھارنے والی اغراض کتنی ہیں تفصیلاً وضاحت کریں؟

جواب:۔ تدلیس شیوخ پر ابھارنے والی اغراض چار ہیں۔

ا۔ شیخ کا ضعیف یا غیر ثقہ ہونا۔

۲۔ اس کی وفات میں تاخیر جس کی وجہ سے اس سے سماعت میں اس (مدلِس) کیساتھ کم درجہ کی جماعت کا شریک ہونا۔

۳۔ اس (شیخ) کا روایت کرنے والے راوی سے کم عمر ہونا۔

۴۔ اس سے زیادہ روایات بیان کرتا ہے اس لئے ایک ہی صورت میں اس کے نام کو بار بار ذکر کرنا پسند نہیں کرتا۔

تدلیس اسناد پر ابھارنے والی اغراض پانچ ہیں:

۱۔سند کے عالی ہونے کا وہم ڈالنا۔ ۲۔شیخ سے طویل حدیث سنی اور اس میں سے کچھ حصہ فوت ہو گیا۔

۳۔۴۔۵.....تدلیس شیوخ کے سلسلہ میں بیان کردہ پہلی تین اغراض۔

سوال:-75 - مدلّس کی مذمت کے اسباب کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی روایت کا حکم بھی سپرد قلم کریں؟

جواب:۔ مدلّس کی مذمت کے اسباب:۔

۱۔جس سے حدیث نہیں سنی اس سے سننے کا وہم ڈالنا۔ ۲۔واضح بات سے احتمال کی طرف پھر جانا۔

۳۔وہ جانتا ہے اگر اس راوی کا نام لے گا جس سے تدلیس کر رہا ہے تو یہ پسندیدہ نہ ہوگا۔

مدلّس کی روایت کا حکم:۔ مدلس کی روایت کو قبول کرنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جن میں سے دو مشہور درجہ ذیل ہیں:

۱۔مدلس کی روایت کو مطلقاً ردّ کر دیا جائے اگرچہ سماع کی وضاحت کرے کیونکہ تدلیس ذاتی طور پر جرح ہے (یہ قول غیر معتبر ہے)۔

۲۔اس میں تفصیل ہے (اور یہی اصح ہے)۔

۱۔اگر وہ سماعت کا ذکر واضح طور پر کرے تو اس کی روایت کو قبول کیا جائے یعنی وہ''سمعت''وغیرہ کہے تو اس کی حدیث قبول کی جائے۔

۲۔اگر وہ صراحتاً سماعت کا ذکر نہ کرے تو اس حدیث کو قبول نہ کیا جائے۔یعنی اگر وہ''عن''وغیرہ کیساتھ ذکر کرے تو اس کی حدیث قبول نہ کی جائے۔

سوال:-76 - تدلیس کی پہچان کس بات سے ہوتی ہے وضاحت کریں؟

جواب:۔ تدلیس کی پہچان دو باتوں سے ہوتی ہے۔

۱۔مدلس خود بتائے۔مثلاً جب اس سے پوچھا جائے جس طرح ابن عیینہ کا طریقہ تھا۔

۲۔اس فن کے آئمہ میں سے کوئی امام اس بنیاد پر وضاحت کرے کہ وہ بحث وتحقیق کی وجہ سے اس کی معرفت رکھتا ہے۔

سوال:-77 - مرسَل خفی کی تعریف ومثال کی وضاحت کرتے ہوئے اس کا حکم بیان کریں؟

جواب:۔ تعریف:۔مرسَل لفظ ارسال سے اسم مفعول ہے جس کا معنی چھوڑنا ہے۔گویا مرسِل سند کو اتصال کے بغیر چھوڑ دیتا ہے اور خفی، جلی کی ضد ہے کیونکہ ارسال کی یہ نوع ظاہر نہیں ہے پس بحث کے بغیر اس کا ادراک نہیں ہوتا۔

اصطلاحاً.....کوئی راوی اس شخص سے جس سے اس کی ملاقات ہے یا وہ اس کا ہم عصر ہے کوئی حدیث جسے اس سے سنا نہیں ایسے الفاظ کیساتھ روایت کرے جس میں سماع اور غیر سماع دونوں کا احتمال ہے۔

مثال:۔ابن ماجہ نے عمرو بن عبدالعزیز کے طریق سے روایت کیا وہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں (یعنی حضورﷺ نے فرمایا:)''رحم الله حارس الحرس''''مسلمان کی چوکیداری کرنے والوں پر اللہ تعالی رحم فرمائے۔''حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں جس طرح امام المزی نے''الاطراف''میں بیان کیا ہے۔

حکم:۔یہ حدیث (مرسل خفی) ضعیف ہے کیونکہ یہ منقطع کی ایک قسم ہے پس جب اس کا انقطاع ظاہر ہوا تو اس کا حکم وہی ہے جو منقطع کا ہے۔

سوال:۔ ۷۸۔ مرسل خفی کی پہچان کتنے طریقوں سے ہوتی ہے بیان کریں؟

جواب:۔ مرسل خفی کی پہچان درجہ ذیل تین طریقوں سے ہوتی ہے:

ا۔بعض آئمہ وضاحت کریں کہ اس راوی کی اس شیخ سے ملاقات نہیں ہے جس سے یہ روایت کر رہا ہے یا یہ کہ اس نے اس سے مطلقاً کچھ نہیں سنا۔

۲۔وہ خود بتائے کہ اُسے اس شیخ سے ملاقات حال نہیں جس سے روایت کر رہا ہے یا اس نے اُس سے کچھ نہیں سنا۔

۳۔یہ حدیث کسی دوسرے طریق سے بھی مروی ہو جس میں اس راوی اور مروی عنہ کے درمیان کسی راوی کا اضافہ ہو۔

اس تیسری صورت میں علماء کا اختلاف ہے کیونکہ بعض اوقات اس نوع کا تعلق ''المزید فی متصل الاسانید'' سے ہوتا ہے۔

سوال:-79 - حدیث معنعن کی تعریف اور مثال بیان کریں؟

جواب:۔ تعریف:۔یہ لفظ''عنعن'' سے اسم مفعول ہے اور اس کا لغوی معنی ہے''عن عن'' کہا۔

اصطلاحا......راوی کا یہ قول''فلاں عن فلاں''معنعن ہے۔

مثال:۔ابن ماجہ نے روایت کرتے ہوئے فرمایا:''حدثنا عثمان بن ابی شیبة ثنا معاویة بن هشام ثنا سفیان عن اسامة بن زید عن عثمان بن عروة عن عروة عن عائشة رضی الله عنهم اجمعین قالت قال رسول الله ﷺ ان الله وملائکته یصلون علی میامن الصفوف''

ترجمہ:۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالی اور اس کے فرشتے صفوں کی دائیں جانب کھڑے ہونے والوں پر رحمت بھیجتے اور رحمت کی دعا کرتے ہیں''۔(اللہ تعالی رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں)۔

سوال:-80 - حدیث معنعن کے متصل اور منقطع کے بارے میں علماء کا اختلاف بیان کریں؟

جواب:۔ اس کے متصل اور منقطع کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں:

الف:۔یہ منقطع ہوگی جب تک اس کا اتصال واضح نہ ہو جائے۔

ب:۔صحیح قول جس پر عمل ہے اور جمہور علماء حدیث،فقہاء اور اصولیین فرماتے ہیں کہ یہ حدیث کچھ شرائط کیساتھ متصل ہے جن میں دو شرطوں پر اتفاق ہے اور باقی میں اختلاف ہے۔

جن شرائط میں اتفاق ہے کہ ان کا پایا جانا ضروری ہے وہ درجہ ذیل ہیں:

ا۔معنعن (اسم فاعل) مدلس نہ ہو۔

۲۔بعض کی بعض سے ملاقات ممکن ہو یعنی معنعن کی ملاقات اس سے جس سے وہ عنعن کر رہا ہے۔

امام مسلم نے ان دو پر ہی اکتفاء کیا ہے۔

وہ شرائط جن میں اختلاف ہے:

ا۔ملاقات کا ثبوت۔یہ امام بخاری،ابن مدینی اور دیگر محققین کا قول ہے۔

۲۔طویل صحبت۔یہ ابو مظفر سمعانی کا قول ہے۔

۳۔وہ اس سے روایت کرنے میں معروف ہو۔یہ ابو عمرو الدانی کا قول ہے۔

سوال:-81 -مؤنن کی لغوی واصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے اس کا حکم تحریر کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔لغت کے اعتبار سے یہ ''اَنّن'' سے بنا ہے اور اس کا معنی ہے فلاں نے ''انّ انّ'' کہا۔

اصطلاحاً......راوی کا یہ کہنا کہ ''حدثنا فلا ن ان فلانا قال '' مؤنن ہے۔

حکم:۔ الف:۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے فرمایا کہ یہ منقطع ہے جب تک اس کا اتصال واضح نہ ہو۔

ب:۔ جمہور فرماتے ہیں: انّ، ''عن'' کی طرح ہے اور یہ مطلق ہو تو گذشتہ شرائط کیساتھ سماع پر محمول ہوگی۔

تیسری بحث......راوی پر طعن کے سبب مردود......

سوال:-82 - راوی پر طعن سے کیا مراد ہے نیز راوی پر طعن کے اسباب بیان کرتے ہوئے یہ بھی بتائیں کہ کس وجہ سے اس کی حدیث کو موضوع کہا جاتا ہے؟

جواب:۔ طعن سے مراد:۔راوی پر طعن سے مراد یہ ہے کہ کسی کا زبان سے اس پر جرح کرنا اور اس کی عدالت (عادل ہونے) اور اس کے دین نیز اس کے ضبط، حفظ اور بیدار مغز (حاضر دماغی) ہونے کے بارے میں گفتگو (جرح) کرنا۔

راوی پر طعن کے اسباب:۔

راوی پر طعن کے دس اسباب ہیں پانچ کا تعلق عدالت سے اور پانچ کا تعلق ضبط سے ہے۔

عدالت سے متعلق طعن کے اسباب:۔

۱۔جھوٹ ۲۔جھوٹ کی تہمت ۳۔فسق ۴۔بدعت ۵۔جہالت

ضبط سے متعلق طعن کے اسباب:۔

۱۔کثرت سے غلطی کرنا ۲۔حافظہ کی کمزوری ۳۔غفلت ۴۔وہم کی کثرت ۵۔ثقہ راویوں کی مخالفت۔

موضوع کہنے کی وجہ:۔

جب راوی پر طعن، رسول اکرم ﷺ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنے کے سبب سے ہو تو اس کی حدیث کو موضوع کہا جاتا ہے۔

سوال:-84 - حدیث موضوع کی لغوی واصطلاحی تعریف، مرتبہ اور اس کی روایت کا حکم سپرد قلم کریں؟

جواب:۔ لغوی:۔یہ اسم مفعول ہے جو ''وضع الشئی'' کسی چیز کو نیچے رکھنا (گرانا) ہے اور اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس کا رتبہ گرا ہوا ہے۔

تعریف......وہ جھوٹ جو من گھڑت ہے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا۔

مرتبہ:۔موضوع حدیث، ضعیف احادیث میں بدترین اور قبیح تر ہے اور بعض علماء نے اسے ایک مستقل قسم قرار دیا ہے اور ضعیف احادیث کی نوع قرار نہیں دیا۔

روایت کا حکم:۔ علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی شخص کیلئے اس کی روایت جائز نہیں ہے جو اس کی حالت کو جانتا ہے وہ جس معنی میں بھی ہو البتہ اس کے موضوع ہونے کو بیان کرے تو روایت کرسکتا ہے۔ کیونکہ مسلم شریف کی حدیث ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من حدث عنی بحد یث یری انہ کذب فھو آحد الکاذ بین'' ''جو شخص مجھ سے منسوب ایسی حدیث روایت کرے، جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک ہے۔''

سوال:۔ ۸۵۔ حدیث گھڑنے میں وضاعین کے طریقے، اور موضوع حدیث کی پہچان کیسے ہوتی ہے بیان کریں؟

جواب:۔ وضاعین کے طریقے:۔

۱۔ وضاع (جھوٹی حدیث بنانے والا) یا تو اپنی طرف سے کلام بناتا ہے یا پھر اس کیلئے سند بنا کر اسے روایت کرتا ہے۔

۲۔ یا بعض دانشمندوں وغیرہ کا کلام لے کر اس کیلئے سند بناتا ہے۔

موضوع حدیث کی پہچان:۔

اس کی پہچان کچھ امور سے ہوتی ہے ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ واضع ...... وضع کا اقرار کرے۔ جیسے:۔ ابوعصمہ نوح بن ابی مریم نے اقرار کیا کہ اس نے ایک ایک سورت کے فضائل کیلئے حدیث گھڑی اور اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتا ہے۔

۲۔ جو بات اقرار کے قائم مقام ہو۔ جیسے: گویا وہ کسی شیخ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرے اور جب اس سے اس کی ولادت کے بارے میں پوچھا جائے تو ایسی تاریخ بیان کرے کہ اس کی ولادت سے پہلے اُس شیخ کی وفات ہو چکی ہو اور یہ حدیث صرف اسی کے پاس معروف ہو۔

۳۔ راوی میں قرینہ کا پایا جانا۔ جیسے:۔ راوی رافضی ہو اور اہل بیت کی فضیلت میں حدیث بیان کر رہا ہو۔

۴۔ مروی میں قرینہ پایا جائے۔ جیسے: مروی حدیث میں گھٹیا الفاظ ہوں یا وہ عقل یا صریح قرآن کے خلاف ہو۔

سوال:-86 - وضع کی وجوہات اور وضاعین کی اقسام بمع تفصیلاً بیان کریں؟

جواب:۔ وضع کی وجوہات اور وضاعین کی اقسام:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا قرب مقصود ہو۔

یعنی ایسی احادیث گھڑ نا جو لوگوں کو نیکی اور بھلائی میں ترغیب دے اور کچھ ایسی احادیث (گھڑے) جن کے ذریعے لوگوں کو برے کاموں سے ڈرائے اور یہ احادیث بنانے والے وہ لوگ ہیں جو زہد اور نیکی کی طرف منسوب ہیں۔ حالانکہ وہ بدتر وضاع ہیں کیونکہ لوگ ان کا اعتبار کر کے ان کی موضوع احادیث کو قبول کرتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے ایک میسرہ بن عبدربہ ہے۔ ابن حبان نے الضعفاء میں ابن مہدی سے بیان کیا ابن مہدی کہتے ہیں میں نے میسرہ بن عبدربہ سے پوچھا تم یہ احادیث کہاں سے لائے ہو کہ جس نے فلاں سورت پڑھی اُسے اتنا ثواب ملے گا؟ اس نے کہا میں نے ان روایات کو اس لئے وضع کیا ہے کہ لوگوں کو رغبت دلاؤں۔ (تدریب الراوی ج ۱ ص ۲۸۳)۔

۲۔ مذہب کی مدد کرنا۔
خاص طور پر سیاسی جماعتوں کی مدد کرنا جب فتنہ ظاہر ہوگیا اور سیاسی فرقے ظاہر ہوئے۔ جیسے خوارج اور شیعہ۔ ہر فرقے نے ایسی احادیث وضع لیں جو اُن کے مذہب کی تائید کرتی ہیں۔ جیسے موضوع حدیث "علي خير البشر من شك فيه كفر" "حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام انسانوں سے بہتر ہیں جو اس بات میں شک کرے وہ کافر ہے"۔

۳۔ اسلام پر طعن کرنا۔
یہ لوگ زندیقوں میں سے تھے وہ اسلام کے خلاف کھلم کھلا مکرو فریب نہ کر سکے تو انہوں نے یہ خبیث طریقہ اختیار کیا چنانچہ انہوں نے اسلام کو بُری شکل دینے اور اس پر طعن کرنے کیلئے کچھ احادیث بنائیں۔ ان لوگوں میں محمد بن سعید شامی تھا جسے بے دینی کی وجہ سے پھانسی دی گئی تھی اس نے بواسطہ حمید، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث روایت کی۔ " انا خاتم النبيين لا نبي بعدي الا ان يشاء الله " میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالی چاہے۔" لیکن ماہرین حدیث نے ان احادیث کی حقیقت کو واضح کر دیا پس اللہ تعالی کیلئے تمام تعریفیں اور اس کا احسان ہے۔

۴۔ حکمرانوں کا قرب حاصل کرنے کیلئے:۔
بعض کمزور ایمان والوں نے ایسی احادیث گھڑنے کے ذریعے حکمرانوں کا قرب حاصل کیا جو حکمران کے (دین سے) انحراف سے مناسبت رکھتی ہیں۔ جیسے:۔ غیاث بن ابراہیم نخعی کوفی کا امیر المؤمنین مہدی کیساتھ پیش آمد واقعہ ہے جب وہ اس کے پاس گیا اور وہ کبوتر کیساتھ کھیل رہا تھا تو اس نے نبی کریم ﷺ تک تسلسل کیساتھ سند کے ذریعے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "لا سبق الا في نصل او خف او حافر او جناح" مقابلہ نہیں مگر تیر اندازی، اونٹ دوڑانے اور گھوڑے دوڑانے اور کبوتر بازی میں" جناح سے مراد کبوتر بازی ہے اور حدیث میں یہ نہیں ہے۔ تو اس میں اس نے مہدی کی وجہ سے "او جناح" کا حکم بڑھایا مہدی سمجھ گیا اور اس نے کبوتر کو ذبح کرنے کا حکم دیا اور کہا گویا میں نے اسے اس اضافہ پر ابھارا ہے۔

۵۔ کمائی اور حصول رزق کیلئے:۔
جس طرح بعض قصہ گو (واعظین وغیرہ) لوگوں کے سامنے بیان کر کے پیسے بٹورتے ہیں اور وہ ان کو تسلی بخش اور عجیب وغریب قصے سناتے ہیں جن کو لوگ بڑے غور سے سن کر انہیں پیسے دیتے ہیں جس طرح ابو سعید مدائنی کرتے تھے۔

۶۔ شہرت مقصود ہو:۔
ایسی عجیب احادیث لانا جو شیوخ حدیث میں سے کسی کے پاس نہیں پائی جاتی یہ لوگ سند کو پلٹ دیتے ہیں تا کہ عجیب بن جائے اور اس کے سننے میں رغبت ہو۔ جیسے ابن ابی دحیہ اور حماد نصیبی کرتے تھے۔

سوال:-87 - وضع حدیث میں کرامیہ کا مذہب بیان کریں؟

جواب:۔ بدعتی فرقوں میں سے ایک فرقہ جسے کرامیہ فرقہ کہا جاتا ہے ان کے نزدیک صرف ترغیب وترہیب سے احادیث گھڑنا جائز ہے اور انہوں نے اس حدیث "من كذب عليّ متعمداً" میں اس جملے کے اضافہ "ليضلّ الناس" سے استدلال کیا۔ "جس نے مجھ پر جھوٹ بولا"۔ "یعنی جو شخص مجھ سے جھوٹی حدیث منسوب کرے تا کہ لوگوں کو گمراہ کرے" لیکن حفاظ حدیث کے ہاں یہ جملہ " ليضلّ الناس " ثابت نہیں ہے۔ ان میں سے بعض نے یہ بھی کہا کہ ہم آپ ﷺ پر جھوٹ نہیں بولتے بلکہ آپ ﷺ کیلئے جھوٹ بولتے ہیں "نحن نكذب له لا عليه" حالانکہ یہ ایک ردّی قسم کا بیوقوفانہ استدلال ہے کیونکہ حضور ﷺ کا دین ان جھوٹوں کا محتاج نہیں کہ وہ اسے رواج دیں اور عام کریں۔ اور یہ دعویٰ مسلمانوں کے اجماع کے بھی خلاف ہے حتیٰ کہ شیخ ابو محمد جوینی نے اتنا مبالغہ کیا ہے "وہ کہتے ہیں کہ حدیث وضع کرنے والا کافر ہے۔

سوال:۔ ۸۸۔موضوع احادیث کوذکرکرنے میں مفسرین کی خطاء کی وضاحت کریں نیز موضوع احادیث کے بارے میں چند مشہور تصانیف بھی سپردقلم کریں؟

جواب:۔ موضوع احادیث میں مفسرین کی خطاء:۔

بعض مفسرین سے خطاء واقع ہوئی کہ انہوں نے اپنی تفاسیر میں موضوع احادیث بیان کیں اور ان کے موضوع ہونے کو واضح نہیں کیا۔خصوصاًوہ حدیث جوایک ایک سورت کے حوالے سے فضائل قرآن میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ان میں سے چند مفسرین کے نام یہ ہیں:

۱۔الثعلبی ۲۔الواحدی ۳۔الزمخشری ۴۔البیضاوی ۵۔الشوکانی۔

چند مشہور تصانیف:۔

۱۔کتاب الموضوعات:۔ابن جوزی رحمہ اللہ کی کتاب ہے اوراس فن میں تصنیف کی گئی کتب میں یہ سب سے مقدم ہے لیکن ابن جوزی نے حدیث پر وضع کا حکم لگانے میں سستی اختیار کی ہے اسی لئے علماء نے ان پر تنقید کی اوران کا تعاقب کیا۔

۲۔لآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ:۔امام سیوطی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے اورابن جوزی کی کتاب کا خلاصہ اوراس کا تعاقب ہے اور کچھ اضافہ ہے جسے ابن جوزی نے ذکر نہیں کیا۔

۳۔تنزیہ الشرعیۃ المرفوعۃ عن الاحادیث الشنیعۃ الموضوعۃ:۔ابن عراق کنانی کی تصنیف ہے اور یہ پہلی دونوں کتابوں کی تلخیص ہے جو جامع مہذب اورمفید کتاب ہے۔

سوال:۔ ۸۹۔حدیث متروک کی لغوی واصطلاحی تعریف ومثال، نیز راوی پر جھوٹ کی تہمت کے اسباب بیان کرتے ہوئے اس کے مقام کی وضاحت کریں؟

جواب:۔ لغوی...... یہ لفظ ''ترک'' سے اسم مفعول ہے اور جب انڈے سے چوزہ نکل آئے تو اہل عرب اس انڈے کو''التریکہ'' کہتے ہیں یعنی چھوڑ دیا گیا جس کا کوئی فائدہ نہیں۔

اصطلاحی......حدیث متروک اُس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند میں ایسا راوی ہو جس پر جھوٹ کی تہمت ہے۔

راوی پر جھوٹ کی تہمت کے اسباب:۔ راوی پر جھوٹ کی تہمت دو باتوں میں سے ایک کی وجہ سے ہوتی ہے جو درجہ ذیل ہیں:

۱۔یہ حدیث صرف اُسی (راوی) کی جہت سے مروی ہو اور قواعد معلومہ (وہ عام اصول جنہیں علماء نے عام مشہور نصوص سے استنباط کیا ہو) کے خلاف ہو۔

۲۔وہ اپنی عام گفتگو میں جھوٹا مشہور ہو لیکن حدیث نبوی ﷺ میں اس سے جھوٹ ظاہر نہ ہو۔

مثال:۔ عمرو بن شمر الجعفی کوفی شیعی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابو الطفیل سے اورانہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ دونوں فرماتے ہیں:''كان النبی ﷺ یقنت فی الفجر ، ویکبر یوم عرفة من صلاة الغداة ، ویقطع صلاة العصر آخر ایام التشر ''نبی کریم ﷺ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے اورعرفہ (نو ذوالحج) کی نماز فجر سے (تکبیرات تشریق) شروع کرتے اورایام تشریق کے آخری دن نماز عصر کے بعد ختم کردیتے''۔امام نسائی، دارقطنی اور ان کے علاوہ محدثین نے عمرو بن شمر کو متروک الحدیث قرار دیا ہے۔

حدیث متروک کا مقام:۔ حدیث ضعیف میں سب سے بُری قسم موضوع ہے پھر متروک، منکر، معلل، مدرج، مقلوب اور پھر مضطرب۔ حضرت ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اسی ترتیب سے ذکر فرمایا ہے۔

سوال:۔ ۹۰۔ حدیث منکر کی لغوی واصطلاحی تعریف بمع امثلہ بیان کرتے ہوئے حدیث منکر کا مرتبہ بھی سپردقلم کریں؟

جواب:۔ لغوی...... یہ لفظ ''انکار'' سے اسم مفعول ہے اور اقرار کی ضد ہے۔

اصطلاحی......علمائے کرام نے حدیث منکر کی متعدد تعریفات کی ہیں ان میں سے مشہور دو تعریفیں ہیں جو درجہ ذیل ہیں:

۱۔ پہلی تعریف:۔ ایسی حدیث جس کی سند میں ایسا راوی ہو جو کثرت سے غلطی کرتا ہو یا اس کی غفلت زیادہ ہو یا اس کا فسق ظاہر ہو۔

مثال:۔ امام نسائی اور ابن ماجہ نے ابن یحی ابن محمد بن قیس کی روایت سے نقل کیا وہ ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ عابدہ زاہدہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں (یعنی حضور ﷺ نے فرمایا) ''کلوا البلح بالتمر فان ابن آدم اذا اکلہ غضب الشیطان ''تم کچی کھجور خشک کھجور کیساتھ کھاؤ انسان جب اسے کھاتا ہے تو شیطان کو غصہ آتا ہے''۔ امام نسائی فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے اور ابو زُکیر اس میں متفرد ہیں اور وہ صالح شیخ ہیں۔ امام مسلم نے ان کی حدیث متابعات میں ذکر کی لیکن یہ اس مقام تک نہیں پہنچے کہ ان کی متفرد حدیث قبول ہو۔

۲۔ دوسری تعریف:۔ وہ حدیث جسے ضعیف راوی، ثقہ راوی (کی روایت) کے خلاف روایت کرے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس تعریف کو ذکر کر کے اس پر اعتماد کیا اور پہلی تعریف کے مقابلے میں اس میں اضافہ ہے اور وہ ضعیف کی روایت کا ثقہ کی روایت کی مخالفت ہے۔

مثال:۔ ابن حاتم نے حُبَیّب بن حَبیب زیات سے انہوں نے ابی اسحاق سے اور انہوں نے عیزار بن حریث سے انہوں نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کی، اور وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''من اقام الصلاۃ وآتی الزکاۃ وحج البیت وصام وقری الضیف دخل الجنۃ'' جس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور بیت اللہ شریف کا حج ادا کیا اور مہمان کی مہمان نوازی کی وہ جنت میں داخل ہوگا''۔ ابن حاتم کہتے ہیں یہ حدیث منکر ہے کیونکہ دوسرے ثقہ راویوں نے اسے ابو اسحاق سے موقوف روایت کیا ہے اور وہ معروف حدیث ہے۔

حدیث منکر کا مرتبہ:۔

منکر انتہائی ضعیف احادیث کی اقسام سے ہے کیونکہ یا تو یہ ایسے ضعیف راوی کی روایت ہوگی جو بہت زیادہ خطاء یا کثرت غفلت یا فسق سے موصوف ہے یا ایسے ضعیف راوی کی روایت ہوگی جو اس روایت میں ثقہ راویوں کی مخالفت کرتا ہے اور ان دونوں قسموں میں شدید ضعف ہے اس لئے متروک کے مقام کے بعد شدید ضعف منکر میں ہوتا ہے۔

سوال:- -91 منکر اور شاذ میں فرق کی وضاحت کریں؟

جواب:۔ شاذ:۔ وہ ہے جسے مقبول راوی (یعنی عادل اور تام الضبط یا عادل ہو اور ضبط میں کمی ہو) روایت کرے اور وہ اولی کے خلاف ہو۔

منکر:۔ وہ ہے جسے ضعیف راوی روایت کرے اور وہ ثقہ کے مخالف ہو۔ معلوم ہوا کہ مخالفت کے معاملہ میں یہ دونوں مشترک ہیں اور اس بات میں مختلف ہیں کہ شاذ مقبول کی روایت ہے اور منکر کا راوی ضعیف ہوتا ہے۔ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں جو لوگ ان دونوں کو برابر قرار دیتے ہیں وہ غفلت کا شکار ہیں۔

سوال:-92 - حدیث معروف کی لغوی واصطلاحی تعریف بمع امثلہ تحریر کریں؟

جواب:۔ لغوی.....لغت میں یہ " عَرَفَ " سے اسم مفعول ہے۔

اصطلاحی.....وہ حدیث جسے ثقہ راوی، ضعیف راوی کی روایت کے خلاف روایت کرے۔

مثال:۔ اس کی مثال وہی ہے جو منکر کی دوسری مثال کے طور پر گزر چکی ہے لیکن وہ روایت ثقہ راویوں کے طریق پر مروی ہے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی ہے کیونکہ ابن ابی حاتم نے حبیب کی مرفوع حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا یہ منکر ہے کیونکہ ان کے علاوہ ثقہ راویوں نے اسے ابو اسحاق سے موقوف روایت کیا اور وہ معروف ہے۔

سوال:-93- حدیث معلل کی لغوی واصطلاحی تعریف، نیز علت کی تعریف اور اصطلاحی معنی کے علاوہ پر علت کے اطلاق کی بھی وضاحت کریں؟

جواب: - معلل:۔ لغوی.....لغت میں یہ "اعلّہ بکذا فھو معلّ" سے اسم مفعول ہے۔ اور یہ مشہور صرفی قیاس ہے۔ اور یہ لغت فصیح ہے علماء حدیث نے اسے معلل سے تعبیر کیا جو کہ لغت میں غیر مشہور ہے بعض محدثین نے اسے "المعلول" سے تعبیر کیا ہے اور یہ عربی اور لغت کے علماء کے نزدیک نہایت کمزور ہے۔

اصطلاحاً.....وہ حدیث جس میں ایسی علت پر اطلاع پائی گئی جو اس کی صحت میں ضعف کا سبب ہو حالانکہ ظاہر میں وہ اس سے محفوظ ہوتی ہے۔

علت کی تعریف:۔ یہ نہایت پوشیدہ سبب ہوتا ہے جو صحت حدیث میں خرابی پیدا کرتا ہے۔ علمائے حدیث کے نزدیک علت کی تعریف میں دو شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ ا۔ پوشیدگی ۲۔ صحت حدیث میں خرابی پیدا کرنا

اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک نہ پائی جائے جیسے علت کا ظاہر ہونا یا عیب پیدا نہ کرنا تو اس وقت اصطلاحاً اسے علت نہیں کہتے۔

اصطلاحی معنی کے علاوہ پر علت کا اطلاق:۔

بعض اوقات علت کا اطلاق ہر اس طعن پر کیا جاتا ہے جو حدیث کی طرف متوجہ ہوتا ہے اگرچہ وہ طعن پوشیدہ یا عیب پیدا کرنے والا (قادح) نہ ہو۔

پہلی قسم:۔ راوی کے جھوٹ یا اس کی غفلت اس کے حافظہ کی کمزوری وغیرہ کو علت قرار دیا جاتا ہے حتی کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے نسخ کو بھی علت قرار دیا ہے۔

دوسری قسم:۔ ایسی مخالفت کو علت قرار دینا جو صحت حدیث میں خرابی پیدا نہ کرے۔ جیسے ثقہ کی متصل حدیث کو مرسل بیان کرنا۔ اس بنیاد پر بعض حضرات نے فرمایا کہ صحیح معلل بھی صحیح حدیث ہے۔

سوال:-94 - معرفت علل کی جلالت و وقت اور کون اس پر قادر ہے بیان کریں؟

جواب:۔ علل حدیث کی معرفت، علوم حدیث میں سے نہایت جلیل القدر اور باریک ترین ہے کیونکہ اس میں ان پوشیدہ علتوں کو ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جو علوم حدیث کے ماہرین پر ہی ظاہر ہوتی ہے اور اس پر قدرت اور معرفت کی طاقت ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو حافظ، دوراندیش اور روشن فہم کے مالک ہوتے ہیں اس لئے اس کی گہرائی میں غوطہ لگانے والے صرف چند ہی آئمہ ہیں۔ جیسے:۔ابن مدینی، امام احمد، امام بخاری، ابوحاتم اور دارقطنی رحمہم اللہ۔

سوال:-95 - تعلیل کس سند میں داخل ہوسکتی ہے بیان کریں؟

جواب:۔ تعلیل اُس سند میں ہوسکتی ہے جو ظاہری طور پر صحت کی تمام شرائط کی جامع ہو کیونکہ ضعیف حدیث، علتوں سے بحث کی محتاج نہیں ہوتی کیونکہ وہ مردود ہے اور اس پر عمل نہیں ہوتا۔

سوال:-96 - علت کے ادراک پر کن امور سے مدد لی جاسکتی ہے تفصیلاً بیان کریں؟

جواب:۔ علت کے ادراک پر چند امور سے مدد لی جاتی ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں:

۱۔راوی امتفرد ہونا ۲۔غیر کا اس کی مخالفت کرنا ۳۔کچھ اور قرائن جو ان پہلے دو (۱، ۲) کیساتھ مل جاتے ہیں۔

ان امور کی مدد سے اس فن کی پہچان رکھنے والا حدیث کے راوی سے واقع ہونے والے وہم پر آگاہ ہوجاتا ہے یا اس کی بیان کردہ موصول روایت کا ارسال واضح ہوجاتا ہے یا اس کی روایت کردہ مرفوع حدیث کا موقوف ہونا واضح ہوجاتا ہے یا یہ کہ اس نے ایک حدیث کو دوسری حدیث میں داخل کیا یا اس کے علاوہ کوئی اور وہم ظاہر ہوجاتا ہے کہ اسے اس کا غالب گمان ہوتا ہے پس وہ اس حدیث کے صحیح نہ ہونے (اور ضعیف ہونے) کا حکم لگاتا ہے۔

سوال:-97 - معلل کی معرفت کا طریقہ تحریر کریں نیز علت کہاں واقع ہوتی ہے اس کی بھی وضاحت کریں؟

جواب:۔ اس کی معرفت کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث کے تمام طرق کو جمع کیا جائے اور اس کے راویوں کے اختلاف کو دیکھا جائے پھر ان کے ضبط اور اتقان میں موازنہ کیا جائے پھر معلول (یعنی معلل لام اول کا فتح) روایت پر حکم لگایا جائے۔

علت کا واقع ہونا:۔

۱۔عام طور پر علت، سند میں واقع ہوتی ہے، جس طرح موقوف اور مرسل ہونے کی علت۔

۲۔علت متن میں واقع ہوتی ہے اور یہ بہت کم ہے، جس طرح نماز میں بسم اللہ کی قرآت کی نفی کی حدیث۔

سوال:-98 - کیا سند میں علت کا وقوع متن میں خرابی کا سبب ہے تفصیلاً بیان کریں؟

جواب:۔ الف۔ بعض اوقات علت، سند میں خرابی پیدا کرنے کیساتھ ساتھ متن میں بھی کمزوری پیدا کرتی ہے جیسے:۔ارسال کی علت۔

ب۔کبھی صرف سند میں خرابی ہوتی ہے اور متن صحیح ہوتا ہے۔جیسے:۔یعلی بن عبیدہ کی روایت وہ حضرت ثوری سے وہ عمرو بن دینار سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں ''البیعان بالخیار'' بائع اور مشتری کو اختیار ہوگا (جب تک جدا نہ ہوں) تو حضرت یعلی کو سفیان ثوری

کے قول''عمرو بن دینا'' میں وہم ہوا حقیقت میں وہ عبداللہ بن دینار ہیں۔ یہ متن صحیح ہے اگرچہ سند میں غلطی کی علت پائی جاتی ہے کیونکہ عمرو بن دینار اور عبداللہ بن دینار دونوں ثقہ راوی ہیں اور ایک ثقہ کو دوسرے ثقہ سے بدلنا صحت متن کو نقصان نہیں پہنچاتا اگرچہ سند کے سیاق میں غلطی ہے۔

سوال:-99 - معلل سے متعلق مشہور کتب تحریر کریں؟

جواب:۔ اس میں مشہور ترین تصنیفات یہ ہیں:

۱۔ابن مدینی کی کتاب''العلل'' ۲۔ابن ابی حاتم کی''علل حدیث'' ۳۔امام احمد بن حنبل کی''العلل ومعرفۃ الرجال''

۴۔امام ترمذی کی''العلل الکبیر'' اور ''العلل الصغیر'' ۵۔امام دارقطنی کی کتاب''العلل الواردہ فی الاحادیث النبویۃ''۔

سوال:-100 -جب راویوں میں طعن کا سبب''ثقات کی مخالفت''ہو تو اس کے نتیجے میں علوم حدیث کی کتنی قسمیں نکلتی ہیں بمع تعریف بیان کریں؟

جواب:۔اس صورت میں پانچ قسمیں نکلتی ہیں:

۱۔مدرج:۔اگر مخالفت، سند کے سیاق کو تبدیل کرنے یا موقوف کو مرفوع سے بدلنے کیساتھ ہو تو اسے''مدرج'' کہا جاتا ہے۔

۲۔مقلوب:۔اگر تقدیم و تاخیر کے ذریعے تبدیلی ہو تو اسے''مقلوب'' کہتے ہیں۔

۳۔المزید فی متصل الاسانید:۔اگر کسی راوی کے اضافہ کے ذریعے مخالفت ہو تو یہ''المزید فی متصل الاسانید'' کہلاتی ہے۔

۴۔مضطرب:۔اگر کسی راوی کو دوسرے راوی سے بدلنے یا متن میں الفاظ کے اختلاف کیساتھ مخالفت ہو اور ترجیح کا کوئی سبب نہ ہو تو اسے ''مضطرب'' کہتے ہیں۔

۵۔مصحف:۔اگر الفاظ کی تبدیلی کیساتھ مخالفت ہو اور سیاق باقی ہو تو اسے''مصحف'' کہا جاتا ہے۔

سوال:--101 - حدیث مدرج کی لغوی و اصطلاحی تعریف، اور اس کا حکم بیان کریں نیز اس کی اقسام بھی تحریر کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔یہ''ادرجت الشی فی الشی'' سے مفعول ہے جب تم ایک چیز کو دوسری میں داخل کرو اور اسے اس کیساتھ ملادو۔

اصطلاحی تعریف:۔جب حدیث کی سند کا سیاق بدل دیا گیا ہو یا اس کے متن میں کسی وضاحت کے بغیر ایسی چیز داخل کی گئی ہو جو اس متن سے نہیں ہے (اسے مدرج کہا جاتا ہے)۔

حکم:۔محدثین فقہاء اور دیگر علماء کے نزدیک بالاتفاق ادراج حرام ہے اور اس سے وہ ادراج مستثنیٰ ہے جو غریب (یا مشکل) الفاظ کی تشریح کیلئے ہو یہ ممنوع نہیں ہے۔اسی لئے حضرت زہری اور دیگر آئمہ نے ادراج کیا ہے۔

اقسام مدارج:۔

اس کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔مدرج الاسناد ۲۔مدرج المتن

سوال:-102- مدرج الاسناد کی تعریف بمع امثلہ بیان کرتے ہوئے اس کی صورت کی بھی وضاحت کریں؟

جواب:۔ مدرج الاسناد کی تعریف:۔جس کی سند کا سیاق بدل دیا گیا۔

اس کی صورت:۔

راوی سند چلاتا ہے تو اسے کوئی رکاوٹ پیش آتی ہے پس وہ اپنی طرف سے کلام کہتا ہے اور بعض سننے والے اسے اسی سند کے متن کا کلام خیال کرتے ہیں اور اس سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

مثال:۔ ثابت بن موسی زاہد کی روایت میں ان کا قصہ کہ:''من كثرت صلا ته بالليل حسن وجهه بالنهار''جس شخص کی رات کی (نفل) نماز زیادہ ہو دن کے وقت اس کا چہرہ حسین ہوتا ہے''۔

اصل قصہ یہ ہے کہ ثابت بن موسی، شریک بن عبداللہ قاضی کے پاس گئے اور وہ املاء کرواتے ہوئے فرمار ہے تھے:''حدثنا الاعمش عن ابی سفیان عن جابر قال قال رسول الله ﷺ''اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے تا کہ جسے لکھوار ہے ہیں وہ لکھ لے۔ جب انہوں نے ثابت کو دیکھا تو فرمایا:''من كثرت صلا ته بالليل حسن وجهه بالنهار''اور اس سے ان کی مراد حضرت ثابت تھے کیونکہ وہ زاہد اور پرہیزگار تھے تو حضرت ثابت نے گمان کیا کہ اس سند کا متن یہ کلمات ہیں پس وہ اسے بیان کرتے تھے۔

سوال:۔ ۱۰۳- مدرج المتن کی تعریف اور اس کی اقسام بمع امثلہ تحریر کریں؟

جواب:۔ تعریف:۔وہ مدرج حدیث جس کے متن میں کسی وقفہ کے بغیر ایسی چیز داخل کی جائے جو اس سے نہیں ہے۔

اقسام:۔اس کی تین قسمیں ہیں:

ا۔ادراج حدیث کے شروع میں ہو اور یہ بہت کم ہے البتہ جس کے درمیان میں ادراج ہو اس سے زیادہ ہے۔

مثال:۔اس کا سبب یہ ہے کہ راوی کوئی کلام کرتے ہوئے اس پر حدیث سے استدلال کرنا چاہتا ہے اور اسے کسی فعل کے بغیر لاتا ہے اس طرح سننے والے کو وہم ہو جاتا ہے کہ یہ تمام (کلام) حدیث ہے۔جیسے خطیب بغدادی نے ابوقطن اور شبابہ کی روایت سے نقل کرتے ہوئے کیا اور دونوں سے الگ الگ بیان کیا۔جیسے حضرت شعبہ حضرت محمد بن زیاد سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اسبغواالوضوء''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کلام سے مدرج ہے۔جس طرح بخاری کی روایت جو آدم سے ہے وہ حضرت شعبہ سے وہ محمد بن زیاد سے اور وہ حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں:''اسبغو الوضوء فان ابا القاسم ﷺ قال ويل للاعقاب من النار'' وضو مکمل کیا کرو بے شک ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا ایڑیوں کیلئے جہنم سے خرابی ہے''۔خطیب فرماتے ہیں ابوقطن اور شبابہ کو حضرت شعبہ سے روایت کرتے ہوئے وہم ہو گیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا حضرت شعبہ سے ایک جم غفیر نے آدم کی روایت کی طرح روایت کیا ہے۔

۲۔ادراج،حدیث کے درمیان میں ہو پہلی قسم کے مقابلے میں بہت کم ہے۔

مثال:۔بدءالوحی (وحی کا آغاز) کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے۔

''كان النبي ﷺ كان يخلوا بغار حراء فيتحنث فيه وهو التعبد الليالي ذوات العدد''رسول اللہ ﷺ کی کئی راتیں غار حراء میں عبادت کرتے تھے۔تو''ھوالتعبد''کے الفاظ حضرت زہری کے کلام سے مدرج ہے۔

۳۔ادراج،حدیث کے آخر میں ہواور یہ قسم بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔

مثال:۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے''للعبد المملوك اجر ان والذ ی نفسی بید ہ لو لا الاجتھاد فی سبیل الله والحج وبرّ امی لا حببت ان اموت وانا مملوك '' تو''والذ ی نفسی بید ہ'' آخر تک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کلام سے ہے کیونکہ اس کلام کا حضور ﷺ سے صادر ہونا محال ہے کیونکہ آپ ﷺ کا غلامی کی تمنا کرنا ممکن نہیں نیز آپ ﷺ کی والدہ موجود نہیں تھیں حتیٰ کہ آپ ان سے بھلائی کرتے۔

سوال:-104 -ادراج کے اسباب بیان کریں نیز یہ بھی بتائیں کہ ادراج کا ادراک کیسے ہوتا ہے؟

جواب:۔ ادراج کے اسباب درج ذیل ہیں:

۱۔حکم شرعی بیان کرنا ۲۔حدیث مکمل ہونے سے پہلے اس سے شرعی حکم نکالنا ۳۔حدیث میں غریب الفاظ کی تشریح کرنا۔

ادراج کا ادراک :۔ادراج کا ادراک چند امور سے ہوتا ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱۔دوسری روایت میں وہ مدرج کلام الگ درج ہو۔ ۲۔بعض باخبر آئمہ کا اس کی وضاحت کرنا۔

۳۔خود راوی کا اقرار کرنا کہ اس نے اس کلام میں ادراج کیا ہے۔ ۴۔اس بات کا رسول اکرم ﷺ کا قول ہونا محال ہو۔

سوال:- 105 -حدیث مقلوب کی لغوی واصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے اس کی اقسام تحریر کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔لغت میں یہ قلب سے اسم مفعول ہے اور اس کا معنی کسی چیز کے ظاہر کو پلٹ دینا ہے۔

اصطلاحی......حدیث کی سند یا اس کے متن میں کسی لفظ کو دوسرے لفظ سے تقدیم وتاخیر وغیرہ کے طریقے پر بدلنے کو مقلوب کہتے ہیں۔

اقسام:۔مقلوب کی دو بڑی قسمیں ہیں: ۱۔مقلوب السند ۲۔مقلوب المتن

سوال:-106 -مقلوب السند کی تعریف بیان کرتے ہوئے اس کی صورتوں کی وضاحت کریں؟

جواب:۔ تعریف:۔مقلوب السند یہ ہے کہ جس کی سند میں تبدیلی کی گئی ہو۔

صورتیں:۔اس کی دو صورتیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔راوی کے نام اور اس کے باپ کے نام کو مقدم یا مؤخر کر دیا جائے۔جیسے:۔حضرت کعب بن مرہ سے مروی حدیث میں راوی''مرہ بن کعب'' سے روایت کرے۔

۲۔راوی کسی شخص کو دوسرے سے بدل دے تاکہ وہ اجنبی ہو جائے۔جیسے:۔حضرت سالم سے مشہور حدیث کو راوی حضرت نافع سے کر دے۔جو راوی یہ عمل کرتے تھے ان میں حماد بن عمرو نصیبی ہیں اور اس کی مثال یہ ہے حدیث جسے حماد نصیبی اعمش سے انہوں نے ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا:''اذا لقیتم المشر کین فی طریق فلا تبد ء وھم بالسلام'' یہ حدیث مقلوب ہے حماد نے قلب کیا اور اسے اعمش سے قرار دیا حالانکہ یہ حدیث سہل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہ سے معروف ہے۔

سوال:۔ ۱۰۷۔مقلوب المتن کی تعریف بیان کرتے ہوئے اس کی صورتوں کی وضاحت کریں؟

جواب:۔ تعریف:۔مقلوب المتن یہ ہے کہ جس کے متن میں تبدیلی کی گئی ہو۔

صورتیں:۔اس کی دوصورتیں ہیں۔

۱۔راوی حدیث کے بعض متن میں تقدیم وتاخیر کردے۔جیسے:۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جسے امام مسلم نے نے روایت کیا ہے اور اس میں ان سات افراد کا ذکر ہے جن کو اللہ تعالی اپنا سایہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا اس حدیث میں ہے ''ورجل تصدیق بصد قة فاخفاها حتی لا تعلم یمینه ما تنفق شماله'' وہ شخص جو پوشیدہ طور پر صدقہ دیتا ہے حتی کہ دائیں ہاتھ پتہ نہیں چلتا کہ بائیں ہاتھ نے خرچ کیا''۔اس حدیث میں کسی راوی کی طرف سے قلب ہوا اور وہ یوں ہے''حتی لا تعلم شماله ما تنفق یمینه'' حتی کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

۲۔کوئی راوی ایک حدیث کے متن کو دوسری حدیث کی سند اور اس حدیث کی سند کو اس پہلی حدیث کے متن سے ملادے۔
اس کا مقصد امتحان لینا یا اس کے علاوہ ہوتا ہے اس کی مثال وہ عمل ہے جو بغداد والوں نے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کیساتھ اختیار کیا کہ انہوں نے ایک سو(100) احادیث میں قلب کیا اور ان کے حافظہ کا امتحان لینے کیلئے سوال کیا تو آپ نے وہ احادیث قلب سے پہلی والی حالت کی طرف لوٹا دیں۔اور ان میں سے ایک بھی خطاء نہیں کی۔

سوال:-108 -راویوں کو قلب پر ابھارنے والے اسباب اور ان اسباب کا حکم بیان کریں؟

جواب:۔ قلب پر ابھارنے والے اسباب درج ذیل ہیں:

۱۔حدیث کو اجنبی بنا دینا تا کہ لوگ اس کی حدیث کو لینے اور روایت کرنے میں رغبت رکھیں۔
حکم:۔اگر قلب اِغراب (اجنبی بنانا) کی نیت سے ہو تو بلا شک وشبہ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں حدیث میں تغیر و تبدل کرنا ہے اور یہ احادیث گھڑنے والوں کا عمل ہے۔

۲۔محدث کے حافظہ اور ضبط کا امتحان لینے اور اس کی تاکید کیلئے قلب کیا جاتا ہے۔
حکم:۔اگر امتحان مقصود ہو تو جائز ہے تا کہ محدث کے حفظ میں ثابت قدمی اور اہلیت کا علم ہو جائے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ مجلس ختم سے پہلے صحیح حدیث کی وضاحت کردے۔

۳۔کسی ارادے کے بغیر خطاء اور غلطی میں پڑ جانا۔
حکم:۔اگر خطاء یا بھول جانے کی وجہ سے ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا کرنے والا اپنی خطاء میں معذور ہے لیکن اس کا یہ عمل زیادہ ہو تو اس سے اس کے ضبط میں خلل واقع ہوتا ہے اور اسے ضعیف بنا دیتا ہے۔

سوال:-109۔''المزید فی متصل الاسانید'' لغوی واصطلاحی اعتبار سے وضاحت کریں؟

جواب:۔ لغت میں یہ''الزیادۃ'' سے اسم مفعول ہے اور متصل منقطع کی ضد ہے جبکہ اسانید، اسناد کی جمع ہے۔

اصطلاحا......راوی کی زیادتی کرنا ایسی سند کے درمیان جس کی سند ظاہراً متصل ہو۔

مثال:۔ وہ حدیث جسے ابن مبارک نے روایت کیا فرماتے ہیں''حد ثنا سفیان عن عبدالرحمن بن یزید حدثنی بسر بن عبدالله قال سمعت ابا ادریس قال سمعت واثلة یقول سمعت ابا مرثد یقول سمعت رسول الله ﷺ یقول لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها '' قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ اُن کی طرف (رخ کرکے) نماز پڑھو''۔

سوال:-110-مذکورہ بیان کردہ مثال میں اضافہ کی وضاحت کریں؟

جواب:۔ اس مثال میں دوجگہ اضافہ ہے ایک مقام پر لفظ''سفیان'' کا اضافہ ہے اوردوسری جگہ لفظ '' اباادریس'' کا اضافہ ہے اور دونوں جگہ اضافہ کا سبب وہم ہے۔

الف:۔''سفیان'' کا اضافہ عبداللہ بن مبارک سے نیچے والے راوی کا وہم ہے کیونکہ متعدد ثقہ راویوں نے یہ حدیث حضرت ابن مبارک سے روایت کی اور وہ عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت کرتے ہیں (یعنی سفیان کا اضافہ کئے بغیر روایت کرتے ہیں) اوران میں بعض نے صراحتاً''اخبرنا'' کیساتھ بیان کیا۔

ب:۔''اباادریس'' کا اضافہ ابن مبارک کی طرف سے وہم ہے کیونکہ متعدد ثقہ راویوں نے اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت کیا انہوں نے ابوادریس کا ذکر نہیں کیا۔اوران میں بعض نے واضح الفاظ میں ذکر کیا کہ بشر کو واثلہ سے سماع حاصل ہے۔

سوال:-111- اضافہ کے ردّ کی شرائط کتنی ہیں بیان کریں؟

جواب:۔ اضافہ کو ردّ کرنے اوراسے اضافہ کرنے والے کے کا وہم قرار دینے کیلئے درج ذیل دوشرائط ہیں:

ا۔جس نے اضافہ نہیں کیا وہ اضافہ کرنے والے سے مضبوط ہو۔

۲۔ جہاں اضافہ ہے وہاں سماع کی تصریح ہو۔

اگر یہ دونوں یاان میں سے ایک شرط نہ پائی گئی تو زیادتی کو ترجیح دی جائے گی اور حدیث مقبول ہوگی اور جو سند اس زیادتی سے خالی اسے منقطع شمار کیا جائے گا لیکن انقطاع خفی ہوگا (اسی کو مرسل خفی کہا جاتا ہے)۔

سوال:-112 - وقوع زیادتی کے دعوی پر وارد ہونے والے اعتراضات کی وضاحت بیان کریں؟

جواب:۔ اس اضافہ (زیادتی) کے وقوع کے دعوی پر دواعتراض کئے جاتے ہیں:

ا۔زیادتی کے مقام پر سند حرف''عن'' کے اضافہ سے خالی ہو تو مناسب ہے کہ اسے منقطع قرار دیا جائے۔

۲۔اگر اس میں سماع کی صراحت ہو تو اس بات کا احتمال ہے کہ اس راوی نے اس شیخ سے پہلے کسی دوسرے آدمی کے واسطہ سے سنا ہو پھر بالمشافہ اس سے سنا ہو تو اس کا جواب درجہ ذیل طریقوں سے دینا ممکن ہے۔

الف:۔ پہلا اعتراض تو اسی طرح ہے جس طرح معترض نے کہا ہے۔

ب:۔ جہاں تک دوسرے اعتراض کا تعلق ہے تو یہ احتمال ممکن ہے لیکن علماء زیادتی پر وہم ہونے کا حکم اسی صورت میں لگاتے ہیں جب اس پر دلالت کرنے والا قرینہ موجود ہو۔

سوال:-113- مضطرب کی لغوی و اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے اضطراب کے ثبوت کی شرائط بھی سپر دقلم کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔ یہ لفظ ''الاضطراب'' سے اسم فاعل ہے اور اس کا معنی کسی کام میں خلل واقع ہونا اور اس کے نظام کا فاسد ہونا ہے اور اصل ''اضطراب الموج'' سے ہے جب اس کی حرکت زیادہ ہو اور موجیں باہم ٹکرانے لگیں۔

اصطلاحی تعریف:۔ وہ حدیث جو ایسے مختلف طریقوں سے مروی ہو جو قوت میں مساوی ہوں۔

اضطراب کے ثبوت کی شرائط:۔

حدیث اسی وقت مضطرب کہلائے گی جب اس میں دو شرطیں پائی جائیں:

ا۔ روایت حدیث میں ایسا اختلاف ہو کہ ان کو جمع کرنا ممکن نہ ہو۔

۲۔ وہ روایات قوت میں اس طرح مساوی ہوں کہ ایک کو دوسری پر ترجیح دینا ممکن نہ ہو۔

لیکن جب ایک کو دوسری پر ترجیح حاصل ہو یا ان کو کسی مقبول شکل میں جمع کرنا ممکن ہو تو حدیث سے اضطراب کی صفت زائل ہو جائے گی اور حالت ترجیح میں راجح روایت پر عمل کریں گے یا جب ان کو جمع کرنا ممکن ہو تو ان سب روایات پر عمل کریں گے۔

سوال:-114- مضطرب کی اقسام بمع امثلہ تحریر کریں؟

جواب:۔ محل اضطراب کے اعتبار سے مضطرب کی دو قسمیں ہیں: ا۔ مضطرب السند ۲۔ مضطرب المتن

ا۔ مضطرب السند کی مثال:۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ''اراك شبت قال شیبتنی ھود واخوتھا''

ترجمہ:۔ یا رسول اللہ ﷺ میں دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ عمر رسیدہ ہو چکے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے سورۂ ھود اور اس طرح کی دیگر سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے''۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں، یہ حدیث مضطرب ہے۔ کیونکہ یہ صرف ابو اسحاق کی سند سے مروی ہے اور اس میں دس طریقوں سے اختلاف کیا گیا ہے ان میں سے بعض نے اسے مرسل روایت کیا اور بعض نے موصول روایت کیا۔ بعض نے اسے مسند ابی بکر سے اور بعض نے مسند سعد سے قرار دیا جبکہ بعض نے مسند عائشہ رضی اللہ عنہا سے قرار دیا اس کے علاوہ اور بھی۔ اور اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں بعض کو بعض پر ترجیح دینا ممکن نہیں۔ اور جمع کرنا متعذر رہے۔

۲۔ مضطرب المتن کی مثال:۔

اس کی مثال وہ حدیث جسے امام ترمذی نے شریک سے روایت کیا وہ ابو حمزہ سے وہ شعبی سے وہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے زکوۃ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان فی المال لحقاسوی الزکوۃ'' بے شک مال میں زکوۃ کے علاوہ بھی حق ہے''۔ امام ابن ماجہ نے اس حدیث کو اسی سند سے ان الفاظ میں نقل کیا ''لیس فی المال حق سوی الزکوۃ'' مال میں زکوۃ کے علاوہ کوئی حق نہیں''۔ عراقی فرماتے ہیں یہ اضطراب ہے جس میں تاویل کا احتمال نہیں۔

سوال:-115-اضطراب کس سے واقع ہوتا ہے تحریر کرتے ہوئے مضطرب کے ضعف کا سبب بھی بیان کریں؟

جواب:۔ ا۔کبھی ایک راوی سے اضطراب واقع ہوتا ہے کہ وہ حدیث کومختلف طریقوں سے روایت کرتا ہے۔

۲۔بعض اوقات ایک جماعت سے اضطراب واقع ہوتا ہے اس طرح کہ ان میں سے ہر ایک اس طریقے پر حدیث روایت کرتا ہے جو دوسروں کی روایت کے خلاف ہوتا ہے۔

ضعف کا سبب:۔مضطرب کے ضعف کا سبب یہ ہے کہ اضطراب سے راویوں کے عدم ضبط کا پتہ چلتا ہے۔

سوال:-116 - مصحف کی لغوی و اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے اس کی اہمیت کی وضاحت کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔لغوی اعتبار سے یہ''تصحیف'' سے اسم مفعول ہے اوراس کا معنی صحیفہ میں خطاء کرنا ہے۔اور ایسا شخص صحیفہ کے پڑھنے میں خطاء کرتا ہے پس قرأت میں خطاء کی وجہ سے اس کے بعض الفاظ کو بدل دیتا ہے۔

اصطلاحی تعریف:۔ثقہ راویوں کی بیان کردہ حدیث کے کسی کلمہ کو لفظاً یا معناً بدل دینا۔

اہمیت:۔یہ بہت بڑا اور باریک فن ہے اوراس کی اہمیت کا پتہ ان خطاؤں کو واضح کرنے سے ہوتا ہے جو اس میں بعض راویوں کی طرف سے واقع ہوتی ہیں اس مہم کو امام دارقطنی جیسے ماہر حفاظ حدیث ہی کر سکتے ہیں۔

سوال:-117 -علمائے کرام نے مصحف کو کتنی قسموں پر تقسیم کیا ہے ہر ایک کی مکمل وضاحت کریں؟

جواب:۔ علماء کرام نے مصحف کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

ا۔موقع کے اعتبار سے ۲۔منشاء کے اعتبار سے ۳۔اس کے لفظ یا معنی کے اعتبار سے

اور ہر تقسیم الگ اعتبار سے ہے جو درج ذیل ہیں:

الف:۔موقع کے اعتبار سے:۔ اپنے موقع ومحل کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں:۔ ا۔تصحیف فی الاسناد ۲۔تصحیف فی المتن

ا۔تصحیف فی الاسناد کی مثال:۔

اس کی مثال حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو عوام بن مراجم سے مروی ہے ابن معین نے اس میں تصحیف کی ہے اور اسے عوام بن مزاحم سے قرار دیا۔

۲۔تصحیف فی المتن کی مثال:۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''احتجر فی المسجد'' آپ نے مسجد میں حجرہ بنایا'' ابن لھیعہ نے اس میں تصحیف کرتے ہوئے''احتجم فی المسجد'' کہا یعنی مسجد میں سینگی لگوائی۔

ب:۔منشاء (مصدر وماخذ اور جائے پیدائش) کے اعتبار سے:۔ اس اعتبار سے بھی دو قسمیں ہیں۔

ا۔تصحیف بصر ۲۔تصحیف السمع

ا۔تصحیف بصر:۔قاری کی نظر میں خط مشتبہ ہو جائے یا تو خط کے ناقص ہونے کی وجہ سے یا نقطہ نہ ہونے کی وجہ سے۔

مثال:۔''من صام رمضان واتبعه ستا من شوال ''جس نے رمضان المبارک پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے''۔ابوبکر الصولی نے اس میں تصحیف کرتے ہوئے اسے یوں پڑھا''من صام رمضان واتبعه شيئا من شوال'' انہوں نے''ستا''میں تصحیف کرتے ہوئے''شیئا'' کردیا۔

۲۔تصحیف السمع:۔ایسی تصحیف جس کا منشاء سننے کی خرابی یا سننے والے کا دور بیٹھا ہونا ہے یا اس طرح کا کوئی دوسرا سبب ہوتا ہے۔اس پر بعض کلمات مشتبہ ہوجاتے ہیں کیونکہ وہ ایک ہی صرفی وزن پر ہوتے ہیں۔

مثال:۔وہ حدیث جو حضرت عاصم الاحول سے مروی ہے اس میں بعض نے تصحیف کرتے ہوئے''عن واصل الا حدب'' کہا ہے۔یعنی عاصم کو ''واصل'' اور الاحوال کو''الاحدب'' سے بدل دیا۔

ج:۔لفظ اور معنی کے اعتبار سے تصحیف:۔اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

ا۔تصحیف فی اللفظ ۲۔تصحیف فی المعنی

تصحیف فی اللفظ:۔(یہ زیادہ ہے)......یہ گذشتہ مثالوں کی طرح ہے۔

تصحیف فی المعنی:۔تصحیف کرنے والا راوی لفظ کو اپنی حالت پر چھوڑے لیکن اس کی ایسی تفسیر کرے جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ اس نے اس کا وہ معنی سمجھا ہے جو مراد نہیں ہے۔

مثال:۔ابوموسیٰ عنزی کا قول ہے''نحن قوم لنا شرف نحن من عنزة صلى الينا رسول الله ﷺ ''ہمارے لئے عزت ہے ہم عنزہ (قبیلہ) سے ہیں رسول اکرم ﷺ نے ہماری طرف منہ کرکے نماز پڑھی ہے''۔اس کی مراد یہ حدیث ہے''ان النبی ﷺ الی عنزہ''نبی کریم ﷺ نے عنزہ کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھی''۔اس نے عنزہ قبیلہ مراد لیا ہے۔حالانکہ اس سے'' نیزہ / برچھی'' مراد ہے جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے گاڑھا جاتا تھا۔

سوال:-118 -حافظ ابن حجر کی مصحف کے بارے میں تقسیم کی وضاحت کریں؟

جواب:۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی ایک اور تقسیم بھی کی ہے اور اس کی دو قسمیں کی ہیں۔

ا۔المصحف......یعنی لفظوں کے اعتبار سے تبدیلی ہو اور خط کی صورت باقی رہے۔

۲۔محرّف......حروف کی شکل میں تبدیلی ہو لیکن خط کی صورت باقی رہے۔

سوال:-119 - کیا راوی کی تصحیف عیب ہے بیان کرتے ہوئے راوی سے زیادہ تصحیف کے سبب کی بھی وضاحت کریں؟

جواب:۔ ا۔جب راوی سے کبھی کبھی تصحیف ہو تو اس کے ضبط میں عیب قرار نہیں دیا جائے گا۔کیونکہ کوئی شخص بھی خطاء اور قلیل تصحیف سے محفوظ نہیں۔

۲۔جب تصحیف زیادہ ہو تو اس کے ضبط میں خرابی ہے اور اس کے ہلکا پن پر دلالت کرتی ہے اور یہ کہ یہ راوی اس شان کا آدمی نہیں ہے۔

زیادہ تصحیف کا سبب:۔

عام طور پر راوی کے تصحیف میں پڑنے کا سبب کتب اور صحیفوں سے حدیث کو لینا اور شیوخ الحدیث اور مدرسین سے علم حدیث نہ لینا ہے۔اسی لئے آئمہ نے ایسے لوگوں سے حدیث لینے سے بچنے کی تلقین کی ہے اور فرمایا''لا يوخذ الحديث من صحلى ''یعنی ان لوگوں سے حدیث نہ لی جائے جو صحیفوں سے لیتے ہیں۔

سوال:-120 -شاذ کی لغوی واصطلاحی تعریف،حکم بیان کرتے ہوئے اس کی تعریف کی وضاحت بھی سپردقلم کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔لغت میں یہ''شذ'' سے اسم فاعل ہے اس کا معنی ہے''انفرد'' وہ الگ ہوا،تو شاذ کا معنی ہے''جمہور سے الگ ہونے والا''۔

اصطلاحی تعریف:۔وہ حدیث جسے مقبول راوی اپنے سے اولیٰ کی مخالفت کرتے ہوئے روایت کرے۔

حکم:۔حدیث شاذ مردود ہے۔

وضاحت:۔تعریف میں دو لفظ استعمال ہوئے''مقبول'' اور''اولیٰ''۔

مقبول:۔وہ عادل راوی ہے،جس کا ضبط تام ہو یا ایسا عادل راوی جس کا ضبط خفیف ہو۔

اولیٰ:۔اس سے مراد وہ راوی ہے،جس کو اس پر ترجیح حاصل ہو، یہ ترجیح زیادہ ضبط یا کثرت عدد یا وجوہ ترجیح میں سے کسی اور وجہ سے ہو۔

اس کے علاوہ شاذ کی تعریف میں علماء کے متعدد اختلافی اقوال ہیں لیکن اس تعریف کو ابن حجر رحمہ اللہ نے اختیار کیا اور فرمایا اصطلاح کے اعتبار سے شاذ کی تعریف میں اسی پر اعتماد ہے۔

سوال:-121 -شذوذ کہاں واقع ہوتا ہے،مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب:۔ شذوذ ''سند'' اور ''متن'' دونوں میں واقع ہوتا ہے۔

ا۔سند میں شذوذ کی مثال:۔

امام ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابن عیینہ کی سند سے بیان کیا۔

''عن عمرو بن دينار عن عوسجة عن ابن عباس قال مات رجل على عهد رسول الله ﷺ ولم يدع له وارثا الا عبدا هو اعتقه''

ترجمہ:۔رسول کریم ﷺ کے زمانے میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا اور اس نے کوئی وارث نہ چھوڑا سوائے اس غلام کے جسے اس نے آزاد کیا''۔

اس حدیث کے موصول ہونے پر ابن عیینہ کی متابعت ابن جریج وغیرہ نے کی اور حماد بن زید نے ان سب کی مخالفت کرتے ہوئے یوں روایت کیا ''عن عمرو بن دينار عن عوسجه'' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔اس لئے ابوحاتم نے کہا کہ ابن عیینہ کی حدیث ہی محفوظ ہے پس حماد بن زید عدل وضبط والوں میں سے ہیں اس کیساتھ ساتھ ابوحاتم نے ان کی حدیث کو ترجیح دی جن کی تعداد زیادہ ہے۔

۲۔متن میں شذوذ کی مثال:۔

امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے عبدالواحد بن زیاد کی حدیث سے بیان کیا ''عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی هريرة مرفوعا اذا صلى احدكم الفجر فليضطجع على يمينه'' جب تم میں سے کوئی ایک فجر کی نماز پڑھ چکے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جائے''۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں عبدالواحد نے بہت سے لوگوں کی مخالفت کی کیونکہ ان حضرات نے نبی کریم ﷺ کا عمل بیان کیا ہے آپ کا قول نہیں اور ان الفاظ کیساتھ حضرت اعمش کے ثقہ شاگردوں میں عبدالواحد متفرد ہیں۔

سوال:-122 - محفوظ کی تعریف مع امثلہ بیان کرتے ہوئے اس کا حکم بھی سپردقلم کریں؟

جواب:۔ تعریف:۔وہ حدیث جسے ثقہ راوی کے مقابلے میں زیادہ ثقہ روایت کریں۔

مثال:۔شاذ کے بیان میں جن دو مثالوں کا ذکر کیا گیا یہ دونوں محفوظ کی مثالیں ہیں۔

حکم:۔حدیث محفوظ مقبول ہے۔

سوال:-123 -’جہالت بالراوی‘‘ کی لغوی و اصطلاحی تعریف بیان کریں نیز راوی کے پہچان نہ ہونے کے کتنے اسباب ہیں تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔ لغوی اعتبار سے ’’جھل‘‘،علم کے مقابلے میں ہےاور راوی کے مجہول سے مراد اس کی عدم معرفت ہے۔

اصطلاحی تعریف:۔ راوی کی ذات یا اس کی حالت کی عدم پہچان کو’’جہالت بالراوی‘‘ کہتے ہیں۔

اسباب:۔ راوی کی پہچان نہ ہونے کے تین اسباب ہیں:

ا۔راوی کی صفات کا زیادہ ہونا۔ ۲۔روایت کی قلت ۳۔نام کی صراحت نہ کرنا

اولیٰ:۔ نام،کنیت،لقب،پیشہ یا نسب وہ ان میں سے کسی ایک کیساتھ مشہور ہوتا ہےاور کسی غرض کیلئے اسے غیر مشہور نام کیساتھ ذکر کیا جاتا ہے،جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ کوئی دوسرا راوی ہے پس اس کی حالت مجہول رہتی ہے۔

مثال:۔ محمد بن سائب بن بشر کلبی کو بعض حضرات نے ان کے دادا کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا’’محمد بن بشر‘‘،بعض نے ان کو حماد بن سائب کہا اور بعض نے ان کی کنیت’’ابو النضر‘‘ ذکر کی کچھ حضرات نے’’ابو سعید‘‘اور بعض نے’’ ابو ہشام‘‘ذکر کی اس طرح گمان کیا گیا کہ یہ ایک جماعت ہے حالانکہ وہ ایک شخص ہیں۔

ثانی:۔ روایت کی قلت کی وجہ سے اس سے زیادہ احادیث نہیں لی جاتی پس بعض اوقات اس سے ایک راوی روایت کرتا ہے۔

مثال:۔ ابو العشراء دارمی تابعین میں سے ہیں ان سے حماد بن سلمہ کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔

ثالث:۔ اختصار کی وجہ سے بعض اوقات راوی اس کے نام کی صراحت نہیں کرتا اور اسے مبہم رکھتا ہے۔

مثال:۔ راوی کا قول’’اخبرنی فلان یا اخبرنی شیخ یا اخبرنی رجل ‘‘ وغیرہ۔

سوال:-124 - مجہول کی تعریف نیز اس کی قسموں کی تعداد بیان کریں؟

جواب:۔ تعریف:۔ وہ راوی جس کی ذات یا صفات کی معرفت حاصل نہ ہو وہ مجہول ہے۔

وضاحت:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجہول وہ راوی ہے جس کی ذات یا شخصیت کی پہچان نہ ہو یا اس شخصیت تو جانی پہچانی ہو لیکن اس کی صفت، مثلاً عادل اور ضابط ہونے کے بارے میں کچھ علم نہ ہو۔

مجہول کی اقسام:۔ اس کی تین قسمیں ہو سکتی ہیں:۔ ا۔مجہول العین ۲۔مجہول الحال ۳۔مبہم

سوال:-125 - مجہول العین کی تعریف اور اس کی روایت کا حکم بیان کریں نیز یہ بھی بتائیں کہ کیا اس کی حدیث کا کوئی خاص نام ہے؟

جواب:۔ تعریف:۔ وہ راوی جس کا نام ذکر کیا جائے لیکن اس سے صرف ایک راوی روایت کرے۔اور اس کی حدیث کا کوئی خاص نام نہیں ہے اس کی حدیث،ضعیف حدیث کی ایک قسم ہے۔

روایت کا حکم:۔ اسے قبول نہ کیا جائے مگر یہ کہ اس کی توثیق کی جائے۔اور توثیق درجہ ذیل دو باتوں میں سے ایک کیساتھ ہوتی ہے۔

ا۔ جس سے یہ روایت کر رہا ہے اس کے علاوہ کوئی اس کی توثیق کرے۔

۲۔یا وہ توثیق کرے جس سے یہ روایت کرتا ہے،بشرطیکہ وہ اہل جرح وتعدیل سے ہو۔

سوال:-126 ۔مجہول الحال کی تعریف اوراس کی روایت کاحکم بیان کرتے ہوئے بتائیں کہ کیااس کی حدیث کا کوئی خاص نام ہے؟

جواب:۔ تعریف:۔جس سے دو یازیادہ راوی روایت کریں لیکن اس کی توثیق نہ ہو۔(اسے مستورالحال بھی کہتے ہیں) مجہول الحال کی حدیث کا کوئی خاص نام نہیں اس کی روایت کردہ حدیث ضعیف کی ایک قسم ہے۔

روایت کاحکم:۔صحیح قول کے مطابق جمہور محدثین کے نزدیک اس کی روایت کو ردّ کیا جائے گا۔

سوال:-127 ۔مبہم کی تعریف اوراس کی روایت کاحکم بیان کرتے ہوئے بتائیں کیااس کی حدیث کا کوئی خاص نام بھی ہے؟

جواب:۔ تعریف:۔مبہم وہ راوی ہے،جس کا نام حدیث میں صراحتاً نہ آیا ہو۔علمائے حدیث نے اس پرخاص نام کا اطلاق کیا ہے اوروہ ’’حدیث مبہم‘‘ ہے۔
مبہم وہ حدیث ہے جس کی سند میں ایساراوی ہوجوجس کوثقہ قرارنہ دیا گیا ہو،امام بیقونی نے اپنے منظوم کلام میں کہا ہے’’ومبھم مافیہ راو لم یسم‘‘
مبہم وہ حدیث جس میں کوئی ایساراوی ہوجس کا نام نہیں کیا گیا۔

روایت کاحکم:۔اس کی روایت مقبول نہیں جب تک اس سے روایت کرنے والاراوی اس کے نام کی صراحت نہ کرے یاکسی دوسری سند سے جس سے اس کا نام صراحتاً ہووضاحت ہوجائے۔اس کی روایت کورد کرنے کا سبب اس کی ذات کا مجہول ہونا ہے کیونکہ جس کے نام میں ابہام ہواس کی ذات مجہول ہوتی ہے اوراس کی عدالی بدرجہ اولیٰ مجہول ہوگی لہذا اس کی روایت مقبول نہ ہوگی۔

سوال:-128 ۔اگرتعدیل کے لفظ کیساتھ ابہام کرے تو کیااس کی روایت قبول ہوگی وضاحت کریں؟

جواب:۔ مثلاًاس طرح کہ روایت کرنے والایوں کہے’’اخبرنی الثقۃ‘‘یا ’’اخبرنی العدل‘‘۔ توجواب یہ ہے کہ اصح قول کے مطابق اس کی روایت بھی قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ بسااوقات وہ اس کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے دوسروں کے نزدیک ثقہ نہیں ہوتا۔

سوال:-129 ۔ بدعت کی لغوی و اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے اس کی اقسام بھی تحریر کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔لغت میں یہ’’بدع‘‘ کا مصدر ہے اس کامعنی ہے انشاء(کوئی چیز پیدا کی)جیسے’’ ابتدع‘‘نئی چیز کو وجود میں لایا۔

اصطلاحی تعریف:۔دین کے کامل ہونے کے بعداس میں کوئی نئی بات پیدا کرنا یارسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد خواہشات اوراعمال میں کوئی نیا کام جاری کرنا۔(جس کا دین سے تعلق نہ ہو)۔

اقسام:۔بدعت کی دوقسمیں ہیں: ا۔بدعت مکفّرہ ۲۔بدعت مفسّقہ

بدعت مکفّرہ:۔جس بدعت کے مرتکب کو کافر قرار دیا جائے۔جیسے وہ ایسا عقیدہ رکھے جس سے کفر لازم آتا ہے۔
جس بدعتی کی روایت ردّ کی جاتی ہے یہ وہ شخص ہوتا ہے جوشریعت کے ایسے امرکاانکار کرے جس کاضروریات دین میں سے ہونا معلوم ہو یا اس کے برعکس عقیدہ رکھے۔

بدعت مفسّقہ:۔جس بدعت کے مرتکب کواس بدعت کی وجہ سے فاسق قرار دیا جائے یہ وہ شخص ہے جس کی بدعت سے کفر بالکل لازم نہیں آتا۔

سوال:-130 - بدعتی کی روایت کا حکم بیان کرتے ہوئے یہ بھی گوش گزار کریں کہ کیا بدعتی کی روایت کا کوئی خاص نام بھی ہے؟

جواب:۔ الف:۔اگر اس کی بدعت سے کفر لازم آتا ہے تو اس کی روایت کو رد کر دیا جائے گا۔

ب:۔ اگر اس کی بدعت کے مرتکب کو فاسق قرار دیا جاتا ہے تو جمہور کے مؤقف کے مطابق اس کی روایت دو شرطوں کیساتھ قبول ہے۔

۱۔ وہ روایت اس کی بدعت کی طرف دعوت دینے والی نہ ہو۔

۲۔ وہ ایسی روایت بیان نہ کرے جو اس کی بدعت کو رواج دے۔

سوال:-131 -سوءحفظ کی تعریف،اقسام اور اس کی روایت کا حکم بیان کریں؟

جواب:۔ تعریف:......وہ راوی سوءحفظ والا ہوتا ہے جس کی درستگی والی حالت کو خطاء والی حالت پر ترجیح نہ ہو۔

اقسام:۔اس کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

۱۔یا تو سوءحفظ اس کی زندگی کے شروع سے ہو اور تمام حالات میں اسے لازم ہو اور اس شخص کی حدیث کو بعض علماء حدیث کی رائے میں شاذ کہا جاتا ہے۔

۲۔یا سوءحفظ اس پر بعد میں طاری ہو اور اس کی وجہ بڑھاپا یا بینائی کا چلا جانا یا کتب کا جل جانا ہے تو اسے ''مختلط'' کہا جاتا ہے۔

روایت کا حکم:۔

الف:۔جو پیدائشی طور پر سوءحفظ کا شکار ہو اس کی روایت مردود ہے۔

ب:۔دوسرا ''مختلط'' تو اس کی روایت کا حکم درج ذیل کے مطابق تفصیلی ہے۔

۱۔ جو کچھ وہ اختلاط سے پہلے بیان کرے اور وہ ممتاز ہو تو مقبول ہے۔

۲۔ اختلاط کے بعد جو کچھ روایت کیا وہ مردود ہے۔

۳۔جس میں امتیاز نہ ہو سکے کہ وہ اختلاط سے پہلے کی حدیث ہے یا بعد کی تو جب تک امتیاز نہ ہو اس میں توقف ہوگا۔

......چوتھی فصل......مقبول و مردود کے درمیان مشترک حدیث......

سوال:-132 -مسند الیہ کی طرف نسبت کے اعتبار سے خبر کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:۔ مسند الیہ کی طرف نسبت کے اعتبار سے خبر کی چار اقسام ہیں جو درجہ ذیل ہیں:

۱۔حدیث قدسی ۲۔حدیث مرفوع ۳۔حدیث موقوف ۴۔حدیث مقطوع۔

سوال:-133 -حدیث قدسی کی لغوی و اصطلاحی تعریف بمع امثلہ بیان کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔لفظ قدسی ''قدس'' سے بنا ہے اور لغت میں قدس کا معنیٰ ''پاکیزگی'' ہے۔یعنی وہ حدیث جو ذات قدسیہ کی طرف منسوب ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

اصطلاحی تعریف:۔ وہ حدیث جو نبی کریم ﷺ سے ہماری طرف اس طرح منتقل ہوتی کہ آپ ﷺ نے اس کی سند (نسبت) اللہ تعالیٰ کی طرف فرمائی۔

مثال:۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روات کیا وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یا عبادی انی حرّمت الظلم علی نفسی و جعلته بینکم محرّما فلا تظالموا..الخ''

ترجمہ:۔ اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا اور تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو''۔

سوال:-134 - حدیث قدسی اور قرآن میں فرق کی وضاحت کریں؟

جواب:۔ ان دونوں میں کئی اعتبار سے فرق ہے مشہور ترین صورتیں درجہ ذیل ہیں:

۱۔ قرآن پاک لفظاً و معناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حدیث قدسی کا معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور الفاظ نبی کریم ﷺ کی طرف سے ہوتے ہیں۔

۲۔ قرآن پاک کی تلاوت بطور عبادت کی جاتی ہے اور حدیث قدسی کی تلاوت بطور عبادت نہیں ہوتی۔

۳۔ قرآن پاک کے ثبوت کیلئے تواتر شرط ہے اور حدیث قدسی کے ثبوت کیلئے تواتر شرط نہیں ہے۔

سوال:-135 - احادیث قدسیہ کی تعداد تحریر کریں اور اس کی روایت کے کتنے صیغے ہیں بیان کریں؟

جواب:۔ احادیث قدسیہ زیادہ نہیں ہیں البتہ ان کی تعداد دوسو (200) سے زیادہ ہے۔

حدیث قدسی کی روایت کے صیغے:۔

حدیث قدسی کے راوی کیلئے دو صیغے ہیں ان میں سے جس سے چاہے روایت کرے۔

۱۔''قال رسول الله ﷺ فیما یرویه عن ربه عزوجل''۔

۲۔''قال الله تعالی فیما رواه عنه رسوله ﷺ''۔

سوال:-136 - حدیث مرفوع کی لغوی واصطلاحی تعریف تحریر کرتے ہوئے اس کی اقسام بمع امثلہ بیان کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔ لغوی اعتبار سے یہ ''رَفع'' فعل سے اسم مفعول ہے جو ''وَضع'' کی ضد ہے گویا اس کا یہ نام رکھا گیا کہ اس کی نسبت رفیع (بلند) مقام والی شخصیت کی طرف ہے او وہ نبی کریم ﷺ ہیں۔

اصطلاحی...... وہ قول، فعل، تقریر یا صفت جس کی اضافت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو۔ (وہ حدیث مرفوع ہے)۔

اقسام:۔ اس کی درج ذیل چار اقسام ہیں:۔ ۱۔مرفوع قولی ۲۔مرفوع فعلی ۳۔مرفوع تقریری ۴۔مرفوع وصفی

۱۔مرفوع قولی کی مثال:۔ صحابی یا غیر صحابی کہے ''قال رسول اللہ ﷺ کذا'' (رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا)۔

۲۔مرفوع فعلی کی مثال:۔ صحابی یا غیر صحابی کہے ''فعل رسول اللہ ﷺ کذا'' (رسول اللہ ﷺ نے یوں کیا)۔

۳۔مرفوع تقریری کی مثال:۔ صحابی یا غیر صحابی کہے '' فُعل بحضرۃ النبی ﷺ کذا'' (رسول اکرم ﷺ کے سامنے فلاں کام کیا گیا) اور آپ ﷺ سے انکار منقول نہ ہو۔

۴۔مرفوع وصفی کی مثال:۔ صحابی یا غیر صحابی کہے ''کان رسول اللہ ﷺ احسن الناس خلقا'' (رسول کریم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے)۔

سوال:- 137 - موقوف کی لغوی واصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے اس کی اقسام بمع امثلہ تحریر کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف......لغوی اعتبار سے یہ ''وَقَفَ'' سے اسم مفعول کا صیغہ ہے گویا راوی حدیث کوصحابی پرٹھہرادیتا ہے اور باقی سلسلہ سند کونہیں چلاتا۔

اصطلاحی تعریف......وہ قول ،فعل یا سکوت جس کی اضافت صحابی کی طرف ہو۔

اقسام:۔اس کی تین قسمیں ہیں:۔ ۱۔موقوف قولی ۲۔موقوف فعلی ۳۔موقوف تقریری

۱۔موقوف قولی کی مثال:۔راوی کا یہ قول کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''حدثوا الناس بما یعرفون ، اترید ون ان یکذب اللہ و رسولہ''

ترجمہ:۔لوگوں سے وہ باتیں بیان کروجن کو وہ پہچان سکیں کیا تم چاہتے ہوکہ اللہ اوراس کے رسول ﷺ کوجھٹلائیں''۔

۲۔موقوف فعلی کی مثال:۔امام بخاری کا قول''ام ابن عباس وھو متیم '' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امامت کرائی اور آپ حالتِ یتیم میں تھے''۔

۳۔موقوف تقریری کی مثال:۔مثلاً کوئی تابعی کہے''فعلت کذا امام احد الصحابۃ ولم ینکر علی'' میں نے ایک صحابی کے سامنے فلاں کام کیا اورانہوں نے مجھ پراعتراض نہیں کیا۔

سوال:138 - کیاموقوف کاکوئی اوربھی استعمال ہے ؟ نیزفقہاء خراسان اورمحدثین کی اصطلاح میں مرفوع اورموقوف کوکیا کہتے ہیں بیان کریں؟

جواب:۔ موقوف کا استعمال:۔موقوف کوصحابہ کے علاوہ کسی اورکی طرف سے منقول خبرپربھی استعمال کیا جاتا ہے لیکن اس کیساتھ قیدلگائی جاتی ہے۔

جیسے:۔کہاجائے''ھذا حدیث وقفہ فلان علی الزھری او علی عطاء او نحو ذالك ''اس حدیث کوفلاں نے زہری یاعطاء(بن ابی رباح) وغیرہ پرموقوف کیا۔(اور یہ دونوں تابعین سے ہیں)۔

فقہاءخراسان و محدثین کی اصطلاح:۔

خراسان کے فقہاءمرفوع کو ''خبر'' اورموقوف کو ''اثر'' کہتے ہیں جبکہ محدثین کرام ان دونوں(مرفوع ، موقوف)کو''اثر'' کہتے ہیں۔

سوال:-139 - وہ صورتیں جولفظاً موقوف اورحکماً مرفوع ہیں اورعلماء کرام نے ان پرمرفوع حکمی کااطلاق کیا ہے ان کی وضاحت کریں؟

جواب:۔ اس کی چندصورتیں درجہ ذیل ہیں:

الف۔ایساصحابی جب اہل کتاب سے روایت نہیں لیتاوہ ایسی بات بیان کرے جس میں اجتہادکی گنجائش اوراس کادخل نہ ہو اورنہ ہی وہ لغت یا غریب الفاظ کی تشریح سے متعلق ہوتواس کا یہ قول مرفوع ہے۔جیسے مثال کے طورپر:

۱۔گذشتہ امورکے بارے میں خبریں دینا اورمخلوق کی پیدائش کی خبریں وغیرہ بیان کرنا۔

۲۔آنے والے امورسے متعلق خبریں دیناجیسے لڑائیاں اورفتنے وغیرہ یاقیامت کے حالات وغیرہ بیان کرنا۔

۳۔اُن اعمال کی خبریں دیناجن کے کرنے پرخاص ثواب حاصل ہوتا ہے یاخاص سزاکی وعیدہو۔جیسے وہ کہے''من فعل کذا فلہ کذا''۔

ب۔صحابی ایسا کام کرے جس میں اجتہاد اور رائے کی گنجائش نہ ہو۔جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نماز کسوف کو ہر رکعت میں دو رکوع سے زیادہ کیساتھ ادا کرنا۔

ج۔صحابی خبر دے کہ وہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) فلاں بات کہتے یا فلاں کام کرتے تھے یا فلاں چیز میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔

ا۔اگر وہ اس چیز کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے تو صحیح قول کے مطابق یہ مرفوع ہے۔جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "كنا نعزل على عهد رسول الله ﷺ "ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے"۔

۲۔اگر وہ اسے نبی کریم ﷺ کے زمانے کی طرف منسوب نہ کرے تو وہ جمہور محدثین کے نزدیک موقوف ہے۔جیسے جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "كنا اذا صعدنا كبرنا و اذا انزلنا سبحنا "۔جب ہم بلندی پر چڑھتے تو "اللہ اکبر" کہتے اور جب ہم اُترتے تو "سبحان اللہ" پڑھتے۔

د۔صحابی یہ کہے کہ ہمیں فلاں کام کرنے کا حکم دیا گیا یا فلاں کام کرنے سے منع کیا گیا یا فلاں کام سنت ہے۔

ا۔کام کرنے کا حکم:۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے "أمر بلال ان يشفع اذ ان وان يوتر الاقامة" حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات دو دوبار اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہیں" (احناف کے نزدیک اذان و اقامت دونوں کے کلمات دو دو مرتبہ ہیں اس پر احادیث موجود ہیں)۔

۲۔کام سے منع کیا:۔حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے "نهينا عن اتباع الجنازة ولم يعزم علينا" "ہمیں (خواتین کو) جنازوں کیساتھ جانے سے منع کیا گیا مگر تاکیدی حکم نہیں دیا گیا"۔

۳۔سنت کام:۔حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں "من السنة اذا تزوج البكر على الثيب اقام عندها سبعا" یہ بات سنت ہے کہ جب آدمی ثیبہ کی موجودگی میں کنواری سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن ٹھہرے۔

ھ:۔راوی حدیث کے بیان میں صحابی کا ذکر کرکے ان چار کلمات میں سے کوئی کلمہ ذکر کرے "يرفعه ، ينميه ، يبلغ به ، رواية"۔

جیسے:۔حضرت اعراج کی حدیث وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں "تقاتلون قوما صغار الاعين" "تم چھوٹی آنکھوں والوں سے لڑو گے"۔

و:۔صحابی ایسی تفسیر کرے جس کا آیت کے نزول کیساتھ تعلق ہو۔جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا فرمان "كانت اليهود تقول من اتى امراته من دبرها فى قبلها جاء الولد احول ، فانزل الله تعالى ﴿ نسائكم حرث لكم ﴾ الآيه" یہودی کہا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی بیوی کی پچھلی جانب سے ہو کر اگلی جانب دخول کرتا ہے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں"۔ (اپنی کھیتیوں میں جیسے چاہو داخل ہو)۔

سوال:-140 ۔موقوف حدیث کبھی صحیح، کبھی حسن، اور کبھی ضعیف ہوتی ہے اگر وہ صحیح ثابت ہو جائے تو کیا اس سے استدلال درست ہے وضاحت کریں؟

جواب:۔ موقوف میں اصول یہ ہے کہ اس سے استدلال نہ کیا جائے کیونکہ وہ صحابہ کرام کے اقوال و افعال ہیں لیکن اگر وہ صحیح ثابت ہوں تو بعض ضعیف احادیث کو قوی بناتی ہیں۔(جیسا کہ مرسل میں بیان ہوا)۔

سوال:-141- مقطوع کی لغوی واصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے اس کی اقسام مع امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔ لغوی اعتبار سے یہ "قَطَعَ" سے اسم مفعول ہے اور قطع، وصل کی ضد ہے(قطع کا معنی کاٹا)۔

اصطلاحی تعریف:۔ وہ قول یا فعل جو تابعی یا اس سے نیچے والے طبقے والے کی طرف منسوب ہو۔

اقسام:۔ اس کی دو قسمیں ہیں:۔ ا۔مقطوع قولی ۲۔مقطوع فعلی

مقطوع قولی کی مثال:۔ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے سے متعلق حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا فرمان "صل وعلیہ بدعتہ" "تم اس کے پیچھے نماز پڑھو اس کی بدعت کا وبال اسی پر ہوگا"۔

مقطوع فعلی کی مثال:۔ ابراہیم بن محمد بن المنتشر کا قول ہے "کان مسروق یرخی الستر بینہ وبین اھلہ ، ویقبل علی صلا تہ ویخلیھم ودنیاھم"۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ اپنے اور اپنے گھر والوں کے درمیان پردہ لٹکاتے اور اپنی نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ان (گھر والوں اور ان کی دنیا کو چھوڑ دیتے)۔

سوال:-142- کیا مقطوع حدیث کو حجت بنایا جا سکتا ہے وضاحت کریں؟

جواب:۔ احکام شرعیہ میں سے کسی بھی حکم کیلئے مقطوع حدیث سے استدلال نہیں ہوسکتا اگرچہ اس کی سند صحیح ہو کیونکہ یہ مسلمانوں میں سے کسی ایک کا قول یا فعل ہے لیکن اگر وہاں کوئی ایسا قرینہ موجود ہو جو اس کے مرفوع ہونے پر دلالت کرے جیسے تابعی کے ذکر کے وقت راوی یوں کہے "رفعہ" تو اس وقت اس کا حکم مرفوع مرسل ہوگا۔

سوال:-143 - مقطوع پر منقطع کے اطلاق میں امام شافعی اور امام طبرانی کا مؤقف بیان کریں نیز موقوف اور مقطوع کے مقامات بھی تحریر کریں؟

جواب:۔ مقطوع پر منقطع کا اطلاق:۔ بعض محدثین لفظ "مقطوع" بول کر منقطع مراد لیتے ہیں۔ جیسے امام شافعی وامام طبرانی رحمہم اللہ۔ ان کے نزدیک منقطع سے مراد وہ روایت ہے جس کی سند متصل نہ ہو۔ اور یہ غیر معروف اصطلاح ہے۔

امام شافعی کی جانب سے یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس اصطلاح (مقطوع) کے مقرر ہونے سے پہلے اس کا استعمال کیا تھا لیکن امام طبرانی نے اس کا استعمال عام اصطلاح سے ہٹ کر کیا ہے۔

مقطوع اور موقوف کے مقامات:۔ ا۔مصنف ابن ابی شیبہ ۲۔مصنف عبدالرزاق

۳۔ابن جریر، ابن ابی حاتم، اور ابن المنذر کی تفسیریں۔

دوسری بحث......مقبول اور مردود کے درمیان دوسری مشترک انواع......

سوال:-144 -مسند کی لغوی و اصطلاحی تعریف مع امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔ لغوی اعتبار سے ہپ''اسند'' سے اسم مفعول کا صیغہ ہے یعنی اس نے اسے منسوب کیا اور اس کی اضافت کی۔

اصطلاحی تعریف:۔ وہ حدیث جس کی سند نبی کریم ﷺ تک مرفوع متصل ہو۔(یہ وہ تعریف ہے جسے امام حاکم نے قطعی قرار دیا ہے۔)

مثال:۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا فرماتے ہیں''حد ثنا عبداللہ بن یوسف عن مالك عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة قال: ان رسول الله ﷺ قال : اذا شرب الكلب فی اناء احدكم فليغسله سبعا '' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی ایک کے برتن سے کتا پی لے تو اسے سات مرتبہ دھونا چاہیے''۔اس حدیث کی سند اول سے آخر تک متصل ہے اور نبی کریم ﷺ تک مرفوع بھی ہے۔

سوال:145 - متصل کی لغوی واصطلاحی تعریف بمع امثلہ بیان کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف:۔ لغوی اعتبار سے یہ''اتصل'' سے اسم فاعل ہے اور یہ''انقطع'' کی ضد ہے اس کو موصول بھی کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف......وہ مرفوع یا موقوف حدیث جس کی سند متصل ہو۔

مرفوع متصل کی مثال:۔''مالك عن ابی شهاب عن سالم بن عبدالله عن ابيه عن رسول الله ﷺ انه قال كذا''۔

موقوف متصل کی مثال:۔''مالك عن نافع ابن عمر انه قال كذا''۔

سوال:-146 - کیا تابعی کے قول کا نام متصل رکھا جاسکتا ہے وضاحت کریں؟

جواب:۔ حافظ عراقی فرماتے ہیں کہ تابعین کے اقوال کی اسناد متصل ہو تو انہیں مطلقاً متصل کا نام نہیں دیا جاسکتا البتہ قید کیساتھ جائز ہے جو علماء کے کلام میں موجود ہے۔وہ کہتے ہیں کہ یہ روایت سعید بن مسیّب تک متصل ہے یا امام زہری تک یا امام مالک وغیرہ تک متصل ہے۔

نوٹ:۔ اس میں نکتہ یا باریک فرق یہ ہے کہ ان کا نام مقاطیع (مقطوع کی جمع) رکھا جاتا ہے اور ان پر متصل کا عام اطلاق کرنا اسی طرح ہے جیسے ایک چیز کے لغوی اعتبار سے دو متضاد وصف بیان کئے جائیں۔

سوال:-147 - ثقہ،اور ثقہ کی زیادتی سے کیا مراد ہے؟(یا زیاداتِ ثقات کا مفہوم) تحریر کریں؟

جواب:۔ زیادات،''زیادۃ'' اور ثقات''ثقہ'' کی جمع ہے۔اور ثقہ سے مراد عادل وضابط ہے۔

ثقہ کی زیادتی سے مراد:۔ اس سے مراد کسی ثقہ راوی کی روایت میں موجود زائد الفاظ ہیں جو دوسرے ثقات نے اس حدیث میں بیان نہیں کئے۔

سوال:-148 -زائد الفاظ کو جمع کرنے والے مشہور ترین آئمہ کے نام بیان کریں نیز ان زائد الفاظ کا محل وقوع بھی تحریر کریں؟

جواب:۔ مشہور ترین آئمہ کے نام:۔ ۱۔ابوبکر عبداللہ بن محمد بن زیاد نیشاپوری ۲۔ابونعیم جرجانی ۳۔ابوالولید حسان بن محمد قرشی۔

زائد الفاظ کا محل وقوع:۔

۱۔متن میں:۔.....متن میں ایک کلمہ یا ایک جملہ کا اضافہ ہوتا ہے۔ ۲۔اسناد میں:.....موقوف کو مرفوع یا مرسل کو موصول بیان کرنا۔

سوال:-149 -متن میں زیادتی کا حکم بیان کریں نیز ابن صلاح نے زیادتی کو قبول ورد کے اعتبار سے کتنی قسموں تقسیم کیا ہے مکمل وضاحت کریں؟

جواب:۔ متن میں زیادتی کے حکم کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

۱۔بعض نے اس زیادتی کو مطلقاً قبول کیا۔ ۲۔بعض نے اس زیادتی کو مطلقاً رد کیا۔

۳۔بعض نے اس راوی سے زیادتی کو رد کیا جس نے اس زیادتی کو پہلے پہل ذکر کیا اور دوسرے راویوں سے اسے قبول کیا ہے۔

ابن صلاح نے زیادتی کو قبول ورد کے اعتبار سے تین قسموں میں تقسیم کیا ہے۔اور امام نووی نے اس میں ان کی موافقت کی ہے۔تقسیم درج ذیل ہے:

الف:۔ ایسی زیادتی جس میں ثقات یا اوثق (زیادہ ثقہ) کی روایات کی نفی اور مخالفت نہ ہو۔

حکم:۔ اس کا حکم قبول کرنا ہے۔کیونکہ یہ اس حدیث کی طرح ہے جسے ایک ثقہ راوی نے بیان کیا ہے۔

ب:۔ ایسی زیادتی جو ثقہ یا اوثق کی روایت کے منافی اور مخالف ہو۔

حکم:۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وہ مردود ہے (جیسا کہ شاذ میں گزر چکا ہے)۔

ج:۔ ایسی زیادتی جس میں ثقات یا اوثق کی روایات سے مخالفت یا نفی کی ایک نوع موجود ہو یہ زیادتی دو امور میں منحصر ہے۔

۱۔مطلق کو مقید کرنا ۲۔عام کو خاص کرنا۔

حکم:۔ اس قسم کے حکم سے ابن صلاح خاموش رہے جبکہ امام نووی فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ زیادتی کی یہ قسم بھی مقبول ہے۔

سوال:-150 -متن میں زیادتی (یا مذکورہ بالا تقسیموں) کی مثالوں کی تفصیلاً وضاحت کریں؟

جواب:۔ متن میں زیادتی کی مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ وہ زیادتی جس میں ثقہ یا اوثق کی روایت کی مخالفت نہ ہو۔

مثال:۔ امام مسلم کی وہ روایت جو علی بن مسہر کے طریق سے مروی ہے وہ اعمش سے وہ ابورزین سے، وہ صالح سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اس میں ''فلیرقہ'' کی زیادتی ہے اور ''ولوغ الکلب (کتے کا چاٹنا) کی حدیث اعمش کے تمام شاگرد اس زیادتی کو ذکر نہیں کرتے بلکہ وہ اس طرح بیان کرتے ہیں: ''اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات'' یہ زیادتی (فلیرقہ) ایک مستقل حدیث اور خبر کی طرح ہے جسے حضرت علی بن مسہر اکیلے بیان کرتے ہیں اور وہ ثقہ ہیں تو یہ زیادہ مقبول ہے۔

۲۔مخالفت اور منافی والی زیادتی۔

مثال:۔ الفاظ ''یوم عرفہ'' کی زیادتی جو اس حدیث میں بیان ہوئی ہے۔''یوم عرفه و یوم النحر وایام التشریق عند نا اھل الاسلام وھی ایام اکل و شرب'' یہ حدیث اپنے تمام طرق میں ''یوم عرفہ'' کی زیادتی کے بغیر بیان ہوتی ہے اس زیادتی کو صرف موسیٰ بن علی نے بیان کیا ہے۔ ''موسی بن علی بن رباح عن ابیه عن عقبة بن عامر ''اس حدیث کو امام ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ نے بیان کیا ہے۔(یہ زیادتی، ثقات کی مخالفت میں ہونے کی وجہ سے مقبول نہیں)۔

۳۔وہ زیادتی جس میں مخالفت ونفی کی ایک نوع موجود ہو۔

مثال:۔امام مسلم نے بیان کیا ہے''ابی مالك اشجعی عن ربعی عن حذ یفة قال : قال رسول الله ﷺ وجعلت لا الارض کلها مسجد ا وجعلت تربتها لنا طهورا''اس میں''تربتھا'' کی جو زیادتی ہے اسے صرف مالک اشجعی نے بیان کیا جبکہ دوسرے اسے یوں بیان کرتے ہیں۔ ''وجعلت لنا الارض مسجد او طهورا''۔

سوال:۔سند میں زیادتی کا حکم ومثال تحریر کریں نیز اس زیادتی کے قبول ورد کرنے میں علماء کا اختلاف بھی بیان کریں؟

جواب:۔ اسناد میں زیادتی دو مسئلوں پر موقوف ہے جو اکثر واقع ہوتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

ا۔وصل کا ارسال کیساتھ تعارض۔ (یعنی اکثر راوی ایک حدیث کو مرسل بیان کرتے ہیں جب کہ ایک راوی اسے موصول بیان کرتا ہے)۔

۲۔مرفوع کا موقوف کیساتھ تعارض۔ (یعنی تمام راوی اسے موقوف بیان کریں اور ایک راوی اسے مرفوع بیان کرے)۔

مذکورہ بالا زیادتی کے قبول ورد کرنے میں علماء نے چار اقوال پر اختلاف کیا ہے۔

ا۔حکم اور فیصلہ اس کے حق میں ہو جو اسے موصول یا مرفوع بیان کرتا ہے۔(یعنی زیادتی مقبول ہے) یہ جمہور فقہاء اور اصولیوں کا قول ہے خطیب بغدادی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۲۔حکم اس کے حق میں ہو جو اسے مرسل یا موقوف بیان کرتا ہے۔(یعنی زیادتی مردود ہے) یہ اکثر محدثین کا قول ہے۔

۳۔فیصلہ اکثریت کے حق میں ہوگا، یہ بعض محدثین کا قول ہے۔

۴۔زیادہ حافظ، ضابط راوی کے حق میں فیصلہ ہوگا۔یہ بھی بعض محدثین کا قول ہے۔

مثال:۔حدیث'' لا نکاح الا بولی ''ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں''۔اس حدیث کو یونس بن ابی اسحاق سبعی اور ان کے بیٹے اسرائیل اور قیس بن ربیع نے ابواسحاق سے مسند متصل کیساتھ بیان کیا ہے جبکہ سفیان ثوری اور شعبہ بن حجاج نے اسے ابواسحاق سے مرسل بیان کیا ہے۔

سوال:۔152 ۔عتبار، متابع اور شاہد کی لغوی واصطلاحی تعریفات بیان کریں؟

جواب:۔ ا۔**اعتبار کی لغوی تعریف:۔** لغوی اعتبار سے یہ مصدر ہے اور اس کا معنیٰ''امور اور اشیاء میں غور کرنا'' ہے تا کہ ان کی جنس کی دوسری چیزیں معلوم ہو جائیں
اصطلاحی......منفرد راوی کی حدیث کے طرق اور اس کی سندوں کی تحقیق اور تلاش تا کہ معلوم ہو جائے کہ اس روایت میں کوئی اور بھی شریک ہے یا نہیں۔

۲۔متابع کی لغوی تعریف:۔لغوی اعتبار سے'' تابع'' سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی وافق ہے (یعنی اس نے اس کی موافقت کی اور شریک ہوا)۔
اصطلاحی......غریب اور منفرد حدیث کے راوی لفظ اور معنی میں یا صرف معنی میں دوسرے راوی کی موافقت یا اس سے مشارکت کریں جبکہ صحابی ایک ہو تو اسے متابع کہا جاتا ہے۔(یعنی دونوں ایک ہی صحابی سے روایت کریں)۔

۳۔شاہد کی لغوی تعریف:۔لغت میں یہ لفظ'' شہادۃ'' سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اس حدیث کی اصل کی گواہی دیتا ہے اور اسے محفوظ اور قوی بناتا ہے جس طرح گواہ مدعی کی بات کو مضبوط کرتا اور اس کا سہارا بنتا ہے۔
اصطلاحی......غریب اور منفرد حدیث کے راوی کی لفظ اور معنی یا صرف معنی میں دوسرے راوی کی موافقت کرنا اور اس سے مشارکت کرنا بشرطیکہ صحابی مختلف ہوں۔

نوٹ:۔ تابع اور شاہد کی ایک اور اصطلاح بھی ہے کہ غریب حدیث کے راویوں کو جب لفظی مشارکت حاصل ہو خواہ صحابی ایک ہو یا مختلف تو یہ تابع ہے اور اگر معنوی مشارکت حاصل ہو خواہ صحابی ایک ہوں یا مختلف تو یہ شاہد ہے۔

سوال:۔ 153۔متابعت کی لغوی واصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے اس کی اقسام بمع امثلہ بھی تحریر کریں؟
جواب:۔ لغوی تعریف:۔لغوی اعتبار سے یہ'' تابع'' کا مصدر ہے جو وافق کے ہم معنی ہے اور متابعت سے مراد موافقت ہے۔
اصطلاحی تعریف:۔روایت حدیث میں کوئی اور راوی اس راوی کی مشارکت اور موافقت کرے۔

اقسام:۔متابعت کی دو ہیں قسمیں: ۱۔متابعت تامہ ۲۔متابعت قاصرہ۔
متابعت تامہ:۔جب راوی کی مشارکت آغاز سند سے ہو۔
متابعت قاصرہ:۔جو راوی کی مشارکت درمیان سند سے ہو۔

مثالیں:۔ایک مثال ہے جسے حافظ ابن حجر نے بیان کیا اور اس میں متابعت تامہ، قاصرہ اور شاہد بھی موجود ہے جسے امام شافعی نے اپنی کتاب'' الام'' میں ذکر کیا ہے۔''عن مالك عن عبدالله بن دینا ر عن ابن عمر انّ رسول الله ﷺ قال : الشهر تسع وعشرون ، فلا تصوموا حتی تروا الهلا ل ، ولا تفطروا حتی تروه فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلا ثین ''۔مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے پس جب تک تم چاند نہ دیکھو روزہ نہ رکھو اور روزہ رکھنا ترک نہ کرو حتی کہ چاند دیکھ لو پس اگر تم پر چاند چھپ جائے تو تیس (۳۰) کی گنتی پوری کرو''۔
اس حدیث کے بارے میں ایک گروہ کا خیال ہے کہ ان الفاظ کیساتھ بیان کرنے میں امام شافعی متفرد ہے انہوں نے اسے غرائب میں شمار کیا جبکہ تحقیق کے بعد ہم نے امام شافعی رحمہ اللہ کیلئے متابعت تامہ، قاصرہ اور ایک شاہد پایا۔

متابعت تامہ:۔جسے امام بخاری نے روایت کیا:''عن عبد الله بن مسلمه القعنبی عن مالك '' پھر وہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں اس میں ہے ''فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلا ثین''۔

متابعت قاصرہ:۔ جسے ابن خزیمہ نے عاصم بن محمد کے طریق سے ان الفاظ کیساتھ روایت کیا ''عاصم بن محمد عن ابیه محمد بن زید عن جد ہ عبد الله ابن عمر (رضی الله عنه) فکملوا ثلا ثین''۔

شاہد:۔ جسے امام نسائی رحمہ اللہ نے محمد بن حنین سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا آپ فرماتے ہیں ''فان غم علیکم فاکملوا العد ۃ ثلا ثین''۔

☆☆☆☆☆..............................☆☆☆☆☆

دوسرا باب

پہلی بحث ...... جس کی روایت قبول کی جائے اس کی صفت اور اس سے متعلق جرح وتعدیل ......

سوال:-154 -راوی کی قبولیت کیلئے شرائط بیان کریں؟

جواب:۔ حدیث اور فقہ کے جمہور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ راوی کیلئے شرائط بنیادی طور پر دو شرطوں میں بند ہے ۱۔عدالت ۲۔ضبط

۱۔**عدالت:۔** اس سے مراد یہ ہے کہ راوی مسلمان، عاقل اور بالغ ہو۔فسق کی علامات سے محفوظ ہو نیز خلاف انسانیت عادات سے سلامت ہو۔

۲۔**ضبط:۔** اس سے مراد یہ ہے کہ راوی ثقہ راویوں کی مخالفت نہ کرتا ہو، نہ اس کے حافظہ میں خرابی ہو اور نہ ہی زیادہ غلطیاں کرنے والا ہو نیز غافل اور زیادہ وہم کرنے والا بھی نہ ہو۔

سوال:-155 -عدالت کیسے ثابت ہوتی ہے بیان کریں؟

جواب:۔ عدالت دو باتوں میں سے ایک کیساتھ ثابت ہوتی ہے جو کہ درجہ ذیل ہیں:

۱۔عدالت بیان کرنے والے واضح الفاظ میں بتائیں یعنی علماء تعدیل یا ان میں سے ایک صراحت کیساتھ بتائے (کہ یہ راوی عادل ہے)۔

۲۔یا اس (راوی) کے مشہور ہونے کی وجہ سے عدالت مشہور ہو اور اس پر اس کی تعریف عام ہو تو یہ کافی ہے۔

اس کے بعد کسی تعدیل کرنے والے کی حاجت نہیں جو صراحتاً بیان کرے۔جیسے: چاروں امام (امام اعظم ابوحنیفہ، مالک شافعی، امام احمد) وغیرہ۔

سوال:-156 -ثبوت عدالت کے بارے میں ابن عبدالبر کا مذہب بیان کریں؟

جواب:۔ ابن عبدالبر کا یہ خیال ہے کہ ہو وہ شخص جو حامل علم ہے اور اس کے اہتمام میں معروف ہے اس کا معاملہ عدالت پر محمول کیا جائے گا جب تک اس کی جرح واضح نہ ہو۔انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

''یحمل هذ ا من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین ، و انتحال المبطلین ، وتاویل الجاهلین''۔

ترجمہ:۔ اس علم کو ہر آنے والے سے عادل لوگ حاصل کریں گے وہ اس میں حد سے بڑھنے کی تحریف، اہل باطل کے افتراء اور جاہلوں کی تاویل کو دور کریں گے''۔ابن عبدالبر کا یہ قول علماء کے نزدیک پسندیدہ نہیں کیونکہ یہ حدیث صحیح نہیں۔اگر فرض کریں کہ یہ صحیح ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ چاہیے کہ اس علم کو آئندہ لوگوں سے عادل لوگ حاصل کریں۔اس کی دلیل یہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو حامل علم تو ہیں لیکن عادل نہیں ہیں۔

سوال:-157 -راوی کا ضبط کیسے معلوم ہوسکتا ہے وضاحت کریں؟

جواب:۔ راوی کے ضبط کی پہچان اس وقت ہوتی ہے جب وہ روایت میں ثقہ متقن (مضبوط راوی) راویوں کے موافق ہو اگر وہ اکثر ان کی روایت میں ان کی موافقت کرتا ہے تو وہ ضابط ہے اور کبھی کبھار ان کی مخالفت (اس کے ضبط کیلئے) نقصان دہ نہیں اگر ان کی مخالفت زیادہ ہوگی تو اس کے ضبط میں خلل ہوگا اور اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا۔

سوال:-158 - کیا وضاحت کے بغیر جرح و تعدیل کو قبول کیا جاسکتا ہے بیان کریں؟

جواب:۔ تعدیل......صحیح مشہور قول کے مطابق تعدیل ذکرِ سبب کے بغیر بھی قبول ہوجاتی ہے کیونکہ اس کے اسباب بہت زیادہ ہیں جن کو شمار کرنا مشکل ہے کیونکہ تعدیل کرنے والا یہ الفاظ کہنے کا محتاج ہوتا ہے۔

اس نے فلاں گناہ نہیں کیا، اس نے فلاں گناہ کا ارتکاب نہیں کیا یا وہ ایسا کام (نیکی) کرتا ہے، اور فلاں فلاں اچھے کام کرتا ہے، وغیرہ۔

جرح......جرح اُس وقت تک قبول نہیں ہوگی جب تک وضاحت نہ کی جائے کیونکہ اس کے اسباب کا ذکر مشکل نہیں اس لئے کہ جرح کے اسباب میں لوگوں کا اختلاف ہے بسا اوقات ایک شخص ایسی جرح بیان کرتا ہے جو حقیقت میں جرح نہیں ہوتی۔

ابن الصلاح فرماتے ہیں:۔ یہ بات فقہ اور اصول فقہ میں ظاہر مقرر ہے۔اور خطیب حافظ نے ذکر کیا کہ نقادین حفاظ حدیث کا بھی یہی مذہب ہے۔ جیسے امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ۔اس لئے امام بخاری نے ایک ایسی جماعت سے استدلال کیا جن پر دوسرے حضرات نے جرح کی تھی جس طرح عکرمہ اور عمرو بن مرزوق ہیں۔امام مسلم نے سوید بن سعید اور ایک جماعت سے استدلال کیا جن پر طعن مشہور ہے۔امام ابوداؤد نے بھی اسی طرح کیا اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان لوگوں کا مؤقف یہ ہے کہ جرح اس وقت تک ثابت نہیں ہوتی جب تک اس کے سبب کی وضاحت نہ کی جائے۔

سوال:-159 - کیا ایک آدمی سے جرح و تعدیل ثابت ہوسکتی ہے ؟ نیز اگر راوی میں جرح و تعدیل کا اجتماع ہو تو کس کو مقدم کیا جائے گا بیان کریں؟

جواب:۔ الف......ایک آدمی سے جرح وتعدیل ثابت ہوسکتی ہے۔ ب......یہ بھی کہا گیا کہ (اس مقصد کیلئے) دو آدمیوں کا ہونا ضروری ہے۔

راوی میں جرح وتعدیل کا اجتماع:

ا۔معتبر یہ ہے کہ جرح کو مقدم کیا جائے گا جب کہ اس کی وضاحت کی گئی ہو۔

۲۔اگر تعدیل کرنے والوں کی تعداد جرح کرنے والوں سے زیادہ ہو تو تعدیل کو مقدم کیا جائے گا۔(لیکن یہ قول ضعیف ہے اور اس پر اعتماد نہیں)۔

سوال:-160 -عادل راوی کی ایک شخص سے روایت کرنے کا حکم بیان کریں؟

جواب:۔ ا۔کوئی عادل آدمی کسی شخص سے روایت کرے تو اکثر حضرات کے نزدیک یہ اس شخص کی تعدیل کے طور پر معتبر نہیں یہی صحیح قول ہے۔

(ایک قول کے مطابق یہ تعدیل ہے)۔

۲۔کسی عالم کا کسی حدیث کے مطابق عمل یا اس پر فتوی اس حدیث کی صحت کا حکم نہیں اور نہ ہی اس کی مخالفت اس حدیث اور اس کے راویوں کی صحت پر جرح ہے کہا گیا ہے کہ یہ اس کی صحت کا حکم ہے (اس بات کو آمدی وغیرہ اصولیوں نے صحیح قرار دیا ہے اور اس مسئلہ میں طویل کلام ہے)۔

سوال:-161 -فسق سے توبہ کرنے والے اور حدیث بیان کرنے پر اجرت لینے والے کی روایت کا حکم بیان کریں؟

جواب:۔ الف......فسق سے توبہ کرنے والے کی روایت قبول کی جائے گی۔

ب......رسول کریم ﷺ کی حدیث میں غلط بیانی کرنے سے توبہ کرنے والے کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

حدیث بیان کرنے پر اجرت لینے والے کی روایت کا حکم:

ا۔امام احمد، اسحاق، اور ابو حاتم رحمہم اللہ کے نزدیک یہ روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

۲۔بعض حضرات جیسے: ابو النعیم، ابو الفضل بن وکین رحمہ اللہ کے نزدیک قبول کی جائے گی۔

۳۔ابو اسحاق شیرازی رحمہ اللہ نے فتوی دیا ہے کہ جو شخص حدیث بیان کرنے کی وجہ سے اپنے اہل وعیال کیلئے مال کمانے سے رُک جائے اس کیلئے اس پر اجرت لینا جائز ہے۔(لہذا اس کی روایت قابل قبول ہے)۔

سوال:-162 -جو شخص سستی، دوسروں سے تلقین قبول کرنے یا زیادہ بھولنے میں معروف ہو اس کی روایت کا کیا حکم ہے بیان کریں؟

جواب:۔ الف......جو شخص خود سننے یا دوسروں کو سنانے میں سہل پسندی میں معروف ہو۔جیسے سماع کے وقت سونے کی پرواہ نہ کرے (یعنی سویا رہے) یا ایسی اصل سے بیان کرے جس کی تصحیح نہیں کی گئی اس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

ب......جو شخص حدیث میں تلقین قبول کرتا ہو اس کی روایت قبول نہ کی جائے۔

ج......جو شخص اپنی روایت میں زیادہ بھولنے میں معروف ہو اس کی روایت قبول نہ کی جائے۔

سوال:-163 -جو شخص بیان کر کے بھول جائے اس کی تعریف اور اس کی روایت کا حکم بیان کریں؟

جواب:۔ تعریف......اس سے مراد یہ ہے کہ شیخ کے شاگرد نے اس سے روایت کر کے جو حدیث بیان کی وہ شیخ کو یاد نہ رہے۔

روایت کا حکم:۔ ا۔ردّ کرنا ۲۔قبول کرنا

ا۔ردّ کرنا:۔قطعی طور پر نفی کردے۔مثلاً وہ کہے میں نے یہ حدیث روایت نہیں کی یا یہ کہ یہ شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وغیرہ، وغیرہ (اس کو ردّ کردیا جائے)۔

۲۔قبول کرنا:۔جب اسے نفی میں تردّد ہو۔مثلاً وہ کہے میں اس کو نہیں جانتا مجھے یاد نہیں وغیرہ ، وغیرہ (تو اس کی روایت کو قبول کیا جائے)۔

سوال:-164 -حدیث کے ردّ ہونے کو راوی اور مروی عنہ میں طعن کا سبب قرار دیا جائے گا یا نہیں بمع امثلہ تحریر کریں؟

جواب:۔ حدیث کا ردّ ہونا ان دونوں (راوی اور مروی عنہ) میں طعن کا سبب نہیں ہے کیونکہ ان میں سے کوئی بھی دوسرے کی نسبت طعن کے زیادہ لائق نہیں ہے۔

مثال:۔ وہ حدیث جسے امام ابوداؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن کی روایت سے نقل کیا وہ سہیل بن ابی صالح سے وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم اور گواہ کیساتھ فیصلہ فرمایا''۔

عبدالعزیز بن محمد دراوردی فرماتے ہیں: مجھ سے یہ حدیث ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے حضرت سہیل سے روایت کرتے ہوئے بیان کی، میں نے سہیل سے ملاقات کرکے اس کے بارے میں پوچھا تو ان کو علم نہ تھا۔ میں نے کہا مجھ سے حضرت ربیعہ نے آپ سے روایت کرتے ہوئے اس طرح بیان کیا ہے۔اس کے بعد سہیل فرماتے تھے مجھ سے عبدالعزیز نے ربیعہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا اور ربیعہ نے مجھ سے روایت کیا میں نے ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے مرفوع حدیث اس طرح بیان کی ہے۔

دوسری بحث ...... جرح وتعدیل سے متعلق کتب کے بارے میں عام رائے ......

سوال:-165 -جن علماء حدیث نے جرح وتعدیل کے حوالے سے حالات کا باریک بینی سے جائزہ لیا ان کی تصنیفات کی وضاحت کریں؟

جواب:۔ علمائے حدیث نے حدیث کے راویوں کے حالات سے متعلق بڑی بڑی کتب تصنیف کی ہیں اور طویل عرصہ گزرنے کے باوجود ان راویوں کے کامل تعارف کو محفوظ کیا ان میں سے بعض کتب کے نام درجہ ذیل ہیں:

۱۔'' التاریخ الکبیر'' امام بخاری رحمہ اللہ کی تصنیف، اس میں ثقہ اور ضعیف راویوں کا عمومی ذکر ہے۔

۲۔''الجرح والتعدیل'' ابن ابی حاتم کی تصنیف، اس میں بھی ثقہ اور ضعیف سب راویوں کا ذکر ہے اور یہ مذکورہ بالا کتاب کے مشابہ ہے۔

۳۔''الثقات'' ابن حبان کی تصنیف، اس میں صرف ثقہ راویوں کے حالات ہیں۔

۴۔''الکامل فی الضعفاء'' ابن عدی کی تصنیف، یہ ضعیف راویوں کے حالات کیساتھ خاص ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔

۵۔''الکمال فی اسماء الرجال'' عبدالغنی مقدسی کی تصنیف، یہ بھی ثقہ اور ضعیف سب راویوں کو شامل ہے البتہ یہ صحاح ستہ کے راویوں کیساتھ خاص ہے۔

۶۔''میزان الاعتدال'' امام ذہبی کی تصنیف، یہ ضعیف اور متروک راویوں کیساتھ خاص ہے (یعنی ہر وہ راوی جس پر جرح کی گئی اگرچہ اس پر جرح کو قبول نہ کیا)۔

۷۔''تقریب التھذیب'' ابن حجر کی تصنیف،

تیسری بحث ...... مراتب جرح وتعدیل ......

سوال:-166 -ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب ''الجرح والتعدیل'' میں جرح وتعدیل کے کتنے مراتب بیان کئے نیز جرح وتعدیل کے کل کتنے مراتب ہیں وضاحت کریں؟

جواب:۔ ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب ''الجرح والتعدیل'' کے مقدمہ میں جرح وتعدیل میں سے ہر ایک کو چار مراتبوں میں تقسیم کیا اور ان میں سے ہر مرتبہ کا حکم بیان کیا۔ پھر علماء نے ان میں دو مرتبوں کی زیادتی کی ہے اس طرح جرح وتعدیل میں سے ہر ایک کے کل چھ مرتبے ہوئے۔

سوال:-167 -مراتب تعدیل کو ان کے الفاظ کیساتھ بیان کرتے ہوئے ان مراتب کا حکم بھی سپرد قلم کریں؟

۱۔ وہ مرتبہ جو '' توثیق'' یا ''اَفعل '' کے وزن پر دلالت کرے اور یہ سب سے بلند مرتبہ ہے۔ جیسے: فلان الیہ المنتھی فی التثبت ۔ یا

فلا ن اثبت الناس۔

۲۔جس کی تاکید '' توثیق'' کی ایک یا دوصفتوں سے کی گئی ہو۔جیسے:'' ثقة ثقة ،یا ثقة ثبت''۔

۳۔ جس کی تعبیر ایسی صفت کیساتھ کی گئی ہو جو'' توثیق'' پر دلالت کرے لیکن اس میں تاکید نہیں۔جیسے:''ثقة یا حجة ''۔

۴۔ جو لفظ تعدیل پر دلالت کرے لیکن ضبط کی طرف اشارہ نہ ہو۔جیسے:''صدوق ، محله الصدق یا " لا باس به " ''یہ ابن معین کے علاوہ کے نزدیک ہے جبکہ ابن معین کسی راوی کے بارے میں یہ لفظ '' لا باس به '' کہتے ہیں تو ان کے نزدیک اس سے ثقہ مراد ہے۔

۵۔وہ الفاظ جن میں توثیق یا تجریح پر دلالت نہ ہو۔جیسے:''فلا ن شیخ یا روی عنه الناس''۔

۶۔وہ الفاظ جو تجریح کے قریب ہیں۔جیسے:''فلا ن صالح الحدیث ، یکتب حد یثه''۔

ان مراتب کا حکم:۔

۱۔ پہلے تین مراتب والے راوی حجت ہیں اگرچہ ان میں سے بعض دوسرے بعض سے قوی ہیں۔

۲۔ چوتھے اور پانچویں مرتبے والے حجت نہیں لیکن ان کی حدیث بطور اختبار (آزمائش) لکھی جاتی ہے اگرچہ پانچویں مرتبہ والوں کا مقام چوتھے مرتبہ والوں سے کم ہے۔

۳۔ چھٹے مرتبہ والوں سے بطور اعتبار استدلال نہیں کیا جاتا لیکن ان کی احادیث بطور اختبار لکھی جاتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ عدم ضبط میں ان کا معاملہ ظاہر ہے۔

سوال:-168 -جرح کے مراتب کو ان کے الفاظ کیساتھ بیان کرتے ہوئے ان مراتب کا حکم بھی سپرد قلم کریں؟

جواب:۔ ۱۔وہ الفاظ جو راوی کے'' لین'' (نرمی و آسانی) پر دلالت کرتے ہیں، جرح میں یہ آسان ترین ہیں۔جیسے:''فلا ن لین الحدیث یا فیه مقال''۔

۲۔ وہ جن سے عدم استدلال کی صراحت کی گئی ہو یا اس کے مشابہ ہوں۔جیسے:''فلان لا یحتج به یا فلان ضعیف یا له مناکیر''۔

۳۔وہ جس کی حدیث نہ لکھنے کی صراحت ہو یا اس کی مثل۔جیسے:''فلان لا یکتب حدیثه ، لا تحل الروایة ، ضعیف جدا ، متهم بالوضع ، یسرق الحد یث ، ساقط ، متروك ، یا لیس بثقة''۔

۴۔وہ الفاظ جو اس کے جھوٹا ہونے پر دلالت کریں۔جیسے:''کذ اب ، وضّا ع ، یکذ ب ، یضع''۔

۵۔وہ الفاظ جو کذب کے مبالغہ پر دلالت کرتے ہیں۔(اور یہ سب سے بدترین مرتبہ ہے) جیسے:''فلان اکذ ب الناس ، والیه المنتهی فی الکذ ب ، هو رکن الکذ ب''۔

ان مراتب کا حکم:۔

۱۔ پہلے دو مرتبوں والے راویوں سے دلیل نہیں پکڑی جائے گی البتہ ان کی حدیث صرف اعتبار کیلئے لکھی جائے گی اگرچہ دوسرے مرتبے والے پہلے مرتبہ والوں سے کم درجہ ہیں۔

۲۔آخری چار مراتب والوں کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا نہ وہ لکھی جاتی ہیں اور نہ اس کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

تیسرا باب

فصل اول ......روایت، اس کے آداب اور ضبط کی کیفیت

سوال:-169 - کیا حدیث حاصل کرنے کیلئے اسلام اور بلوغت شرط ہے وضاحت کیجئے؟

جواب:۔ صحیح قول کے مطابق حدیث لینے کیلئے اسلام اور بلوغت شرط نہیں ہیں البتہ ادائیگی کیلئے شرط ہے جس طرح ''راوی کی شرائط'' کے بیان میں گزر چکا ہے مسلمان بالغ کی وہ روایت قبول کی جائے جو اس نے اسلام قبول کرنے یا بالغ ہونے سے پہلے حاصل کی۔ لیکن نابالغ کیلئے تمیز (اسکا شعور) ضروری ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ حصول حدیث کیلئے بلوغت شرط ہے لیکن یہ قول درست نہیں کیونکہ مسلمانوں نے چھوٹی عمر کے صحابہ جیسے امام حسن اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی روایت کو قبول کیا اور اس بات میں امتیاز نہیں کیا کہ یہ روایت ان کے بالغ ہونے سے پہلے کی ہے یا بعد کی۔

سوال:-170 - سماع حدیث کی ابتداء کب مستحب ہے بیان کریں؟

جواب:۔ ۱۔ کہا گیا کہ تیس سال کی عمر میں سماع حدیث کی ابتداء کی جائے اہل شام کا یہی مؤقف ہے۔

۲۔ بعض نے کہا بیس سال کی عمر میں شروع کرے اہل کوفہ یہی لکھتے ہیں۔

۳۔ یہ بھی کہا گیا کہ دس سال کی عمر میں شروع کرے اہل بصرہ کا نظریہ یہی ہے۔

۴۔ بعد کے زمانے میں درست بات یہ ہے کہ سماع حدیث کی ابتداء میں اس وقت جلدی کرے جب اس کی سماعت صحیح ہو کیونکہ احادیث کتب میں ضبط کر لی گئی ہیں۔

سوال:-171 - کیا بچے کی سماعت کیلئے کوئی عمر متعین ہے وضاحت کریں؟

جواب:۔ الف......بعض علماء نے پانچ سال کی عمر مقرر کی ہے علماء حدیث کے ہاں اسی پر عمل ٹھہر گیا۔

ب......کچھ دوسرے علماء نے کہا کہ درست بات تمیز کا اعتبار کرنا ہے اگر وہ خطاب کو سمجھ سکے اور جواب دے سکے تو وہ ممیز کہلائے گا اور اس کا سماع صحیح ہے ورنہ نہیں۔

دوسری بحث......تحمل حدیث کے طریقے اور ادائے حدیث کے الفاظ

سوال:-172 - تحمل حدیث کے کتنے طریقے ہیں بیان کریں؟

جواب:۔ حدیث کو لینے کیلئے آٹھ طریقے ہیں جو درجہ ذیل ہیں:

۱۔ شیخ کے الفاظ سے سننا ۲۔ شیخ پر پڑھنا ۳۔ اجازت ۴۔ مناولہ ۵۔ کتابت

۶۔ اعلام ۷۔ وصیت ۸۔ وجادہ۔

سوال:-173 - شیخ کے الفاظ سے سننے کی صورت،مرتبہ اور اداء کے الفاظ کوتفصیلاً بیان کریں؟

جواب:۔ صورت:۔استاد پڑھےاور طالب علم سنے۔خواہ استاد اپنے حافظے سے بیان کرے یا کتاب سے،ایسے ہی طالب علم سن لے یالکھ لے یاصرف سن لے اور لکھے نہیں۔

مرتبہ:۔جمہور علماء کے نزدیک تحمل حدیث کے طریقوں میں سے سب سے بلند طریقہ سماع کا ہے۔

اداء الفاظ:۔

ا۔طرق تحمل میں سے ہر قسم کیلئے مخصوص الفاظ کے عام ہونے سے پہلے شیخ کے الفاظ سے سننے والے کیلئے جائز تھا کہ وہ حدیث آگے سناتے ہوئے یوں کہے''سمعت''یا''حد ثنی یا اخبرنی، انبانی ، یا قال لی یا ذکر لی''۔

۲۔جب ہر قسم کیلئے مخصوص الفاظ عام رواج پا گئے تو پھر ادائیگی کے الفاظ اس ترتیب پر ہو گئے۔

ا۔سماع کیلئے......''سمعت یا حد ثنی'' ۲۔قرأت کیلئے......''اخبرنی'' ۳۔اجازت کیلئے......''انبا نی''

۴۔مذاکرہ کے سماع کیلئے......''قال لی یا ذکر لی''۔

سوال:-174 - شیخ پر قرأت کی صورت ، اس کی روایت کا حکم، مرتبہ اور اداء الفاظ کو تفصیلاً بیان کریں؟

جواب:۔ صورت:۔طالب علم پڑھے اور شیخ سنے(مراد یہ کہ طالب علم وہ احادیث پڑھے جو شیخ کی روایات میں سے ہیں یہ نہیں کہ جو چاہے پڑھے مقصد یہ ہوتا ہے کہ شیخ سنے اور وہ منضبط اور محفوظ ہو جائیں اور ان کی تصحیح ہو جائے)خواہ طالب علم خود پڑھے یا کوئی دوسرا پڑھے اور وہ سنے،ایسے ہی قرأت حفظ سے ہو یا کتابت سے دیکھ کر،ایسے ہی استاد اپنے حفظ سے قاری کو سنے یا کتاب سامنے رکھ کر۔

روایت کا حکم:۔شیخ پر قرأت کے طریقے سے روایت کرنا صحیح ہے اور مذکورہ صورت میں سے کسی بھی صورت میں اختلاف اور فرق نہیں ہے سوائے چند متشددین کے کہ جن کا اعتبار نہیں کیا گیا،ان سے اختلاف منقول ہے۔

مرتبہ:۔ اس کے مرتبہ و منزلت میں تین اقوال پر اختلاف کیا گیا ہے:

ا۔سماع کے برابر ہے......امام بخاری، مالک،حجاز اور کوفہ کے بڑے بڑے علماء کا قول ہے۔

۲۔سماع سے کم درجہ ہے......جمہور اہل مشرق سے منقول ہے،یہی صحیح قول ہے۔

۳۔سماع سے بلند مرتبہ ہے......امام ابوحنیفہ،ابن ابی ذئب کے قول اور امام مالک کی ایک روایت کے مطابق۔

اداء کے الفاظ:۔

ا۔احوط......میں نے فلاں پر پڑھا''قرأت علی فلان''یا اس پر پڑھا گیا اور میں سن رہا تھا پس اس نے اقرار کر لیا۔

۲۔یجوز......سماع کی وہ عبارتیں جو قرأت کے لفظ سے مقید ہوں جیسے اس نے حدیث بیان کی کہ اس پر قرأت کی گئی''حد ثنا قراۃ علیه''۔

۳۔عام طریقہ جس پر اکثر محدثین ہیں......صرف لفظ ''اخبرنا'' کا اطلاق کرنا۔

سوال:-175 -'' الاجازۃ '' کی تعریف،صورت،اقسام،حکم اور اداء الفاظ کوتفصیلاً بیان کریں؟

جواب:۔ تعریف......لفظاًیا کتابتاًروایت کی اجازت دینا۔

صورت:۔شیخ اپنے کسی ایک طالب علم سے کہے''اجزت لك ان تروی عنی صحیح البخاری ''میں تجھے اجازت دیتاہوں کہ تو میری طرف سے صحیح بخاری (کی احادیث)روایت کرے۔

اقسام:۔اجازت کی کئی اقسام ہیں جن میں سے پانچ درجہ ذیل ہیں:

۱۔شیخ معین شخص کوغیر معین چیز کی اجازت دے۔جیسے:۔میں تجھے اجازت دیتاہوں کہ تومجھ سے سنی ہوئی تمام روایت بیان کرسکتا ہے۔

۲۔غیر معین شخص کوغیر معین چیز کی اجازت دے۔جیسے:۔میں زمانے والوں کواپنی سنی ہوئی احادیث کی روایت کرنے کی اجازت دیتاہوں۔

۳۔معین چیز کی کسی معین شخص کواجازت دے۔جیسے:۔میں تجھے صحیح بخاری کی اجازت دیتاہوں(مناولت سے خالی اجازت کی قسموں سے سب سے بلندترین ہے)۔

۴۔مجہول چیز کی مجہول شخص کواجازت دے۔جیسے:۔میں تجھے کتاب السنن کی اجازت دیتاہوں اوروہ متعدد سنن کی روایت کرتا ہے۔

۵۔معدوم کواجازت دے۔جیسے:۔میں نے فلاں کواجازت دی اور اُسے بھی جو اس کے ہاں پیدا ہوگا۔

حکم:۔پہلی قسم کے متعلق صحیح قول جس پر جمہور علماء ہیں اوراسی پرعمل جاری ہے اس طریقہ سے روایت جائز ہےاوراس پرعمل درست ہے جبکہ علماء کی کئی جماعتوں نے اسے باطل بھی قرار دیااوریہی امام شافعی کی بھی ایک روایت سے منقول ہے۔باقی اقسام کے جواز میں بہت سخت اورکثیر اختلاف ہے الغرض اس اجازت کے طریق سے روایت لینااورکرنا مضحکہ خیزاورحقیر ہے جس میں تساہل مناسب ہے۔

اداء کے الفاظ:۔

۱۔اولی اورافضل یہ ہے کہ یوں کہے''اجازلی فلان ''مجھے فلاں نے اجازت دی''۔

۲۔سماع اورقرأت کی عبارت جوکہ اجازت کیساتھ مقید ہوجائز ہے۔''حدثنا اجازہ یا اخبرنا اجازہ ''اس نے ہمیں خبردی اجازت کی شکل میں۔

۳۔متاخرین کی اصطلاح:انبانا(اس نے ہمیں خبردی)اسے کتاب الوجازۃ کے مصنف نے منتخب اورقبول کیاہے۔(ابوالعباس الولید بن بکرالمعمری)

سوال:-176 -مناولت کی اقسام،حکم اور اداء الفاظ بیان کریں؟

جواب:۔ اس کی دوقسمیں ہیں:۔ ۱۔مناولت مع الاجازت ۲۔مجردۃ عن الاجازۃ

۱۔مناولت مع الاجازۃ:۔یہ مطلق طور پراجازت کی قسموں میں سے بلندترین اور اعلیٰ قسم ہے۔جیسے:۔استادطالب علم کواپنی کتاب دے اور کہے کہ یہ میری فلاں سے روایت ہےتواسے بیان کرسکتا ہے وہ طالب علم اسے اپنی ملکیت میں رکھے یانقل کرنے کیلئے عاریتاًرکھے۔

۲۔مجردۃ عن الاجازۃ:۔ اس کی صورت یہ ہے کہ استادطالب علم کو اپنی کتاب دےاوراتناہی کہنے پراکتفاءکرے کہ یہ میری روایات ہیں جو میں نے سماع کیاہے۔

روایت کا حکم:۔

۱۔جومناولت اجازت سے ملی ہوئی ہو......ایسی احادیث کو روایت کرنا جائز ہے اور اس کا مرتبہ سماع اور'' قرأۃ علی الشیخ ''سے کم ہے۔

۲۔اجازت سے خالی مناولت......صحیح قول کے مطابق اسے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

اداء کے الفاظ:۔

۱۔احسن طریقہ یہ ہے کہ یوں کہے''نا ولنی ، یا ناولنی واجازنی'' مجھے (یہ کتاب) دی یا مجھے یہ کتاب دی اور (روایت کی) اجازت بھی دی۔

۲۔سماع اور قرأت کی عبارات جو مناولت کیساتھ مقید ہوں، جائز ہیں۔جیسے''حدثنا مناولة یا اخبرنا مناولة و اجازة''۔

سوال:-177 - کتابت کی صورت،اقسام روایت کا حکم اور اداء الفاظ کو تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب:۔ صورت:۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ شیخ اپنی سنی ہوئی احادیث کسی حاضر یا غائب کو اپنے خط کیساتھ یا کسی سے لکھوادے۔

اقسام:۔اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔کتاب مع الاجازۃ ۲۔مجرد عن الاجازۃ

۱۔کتاب مع الاجازۃ:۔جیسے:''اجزتك ما کتبت لك او الیك''میں نے جو کچھ تیرے لئے یا تیری طرف لکھا اس کی اجازت دے دی''۔

۲۔مجرد عن الاجازۃ:۔جیسے: کچھ حدیث لکھے اور اس کی طرف بھیج دے اور اسے روایت کی اجازت نہ دے۔

روایت کا حکم:۔

۱۔اجازت کیساتھ ملی ہوئی کتابت سے روایت کرنا صحیح ہے اور یہ صحت وقوت میں اس مناولہ کی طرح ہے جو اجازت سے ملی ہوتی ہے۔

۲۔اجازت سے خالی کتابت: ایک قوم نے اسے روایت کرنے سے منع کیا جب کہ دوسرے حضرات نے اس کی اجازت دی ہے صحیح بات یہ ہے کہ علماء حدیث کے نزدیک اسے روایت کرنا جائز ہے کیونکہ یہ اجازت کی خبر دیتی ہے۔

اداء کے الفاظ:۔

۱۔لفظ کتابت صراحت ذکر ہو۔جیسے: کہے''کتب الیّ فلا ن''فلاں نے میری طرف لکھا۔

۲۔سماع اور قرأۃ کے الفاظ کی قید کیساتھ لانا۔جیسے''حد ثنی فلا ن کتابة یا اخبرنی فلان کتابة'' فلاں نے مجھ سے کتابت کے طور پر بیان کیا یا خبر دی۔

سوال:-178 - کیا خط پر اعتماد کرنے کیلئے گواہوں کی ضرورت ہے بیان کریں؟

جواب:۔ ۱۔ بعض علماء نے خط (تحریر) پر گواہوں کی شرط رکھی ہے اور یہ دعوی کیا کہ ایک خط، دوسرے خط کے مشابہ ہوتا ہے، یہ ضعیف قول ہے۔

۲۔ ان علماء حدیث میں سے بعض نے فرمایا کہ مکتوب الیہ، کاتب کے خط کی پہچان رکھتا ہو تو یہ کافی ہے کیونکہ ایک آدمی کا خط، دوسرے کے خط کے مشابہ نہیں ہوتا۔

سوال:-179 - اعلام کی صورت، روایت کا حکم اور اداء الفاظ کو بیان کریں؟

جواب:۔ صورت:۔شیخ طالب علم کو خبر دے کہ یہ حدیث یا یہ کتاب اس کی سماع (سنی ہوئی) ہے۔

روایت کا حکم:۔اس کی روایت کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں: ا۔جواز ۲۔عدم جواز

ا۔جواز......بہت سے حدیث، فقہ اور اصول کے علماء کا یہ قول ہے کہ اسے روایت کرنا جائز ہے۔

۲۔عدم جواز......متعدد محدثین اور دوسرے حضرات کے نزدیک اسے روایت کرنا جائز نہیں اور یہی صحیح قول ہے۔کیونکہ شیخ کو علم ہے کہ حدیث اس کی روایت کردہ ہے لیکن اس میں خلل کی وجہ سے اسے روایت کرنا جائز نہیں ہاں البتہ اگر وہ اسے روایت کی اجازت دے تو جائز ہے۔

اداء کے الفاظ:۔ادائیگی کے وقت یوں کہے"اعلمنی شیخی بکذا"میرے شیخ نے مجھے اس طرح خبر دی ہے۔

سوال:-180 - "الوصیۃ" کی صورت، روایت کا حکم اور اداء الفاظ کو بیان کیجئے؟

جواب:۔ صورت:۔شیخ اپنی موت یا سفر کے وقت کسی شخص کو اپنی کتب میں سے کسی ایک کتاب کی روایت کرنے کی وصیت کرے۔

روایت کا حکم:۔

ا۔جواز......بعض اسلاف کے نزدیک جائز ہے، لیکن یہ غلط ہے کیونکہ اس نے اسے لکھنے کی وصیت کی ہے روایت کرنے کی وصیت نہیں کی۔

۲۔عدم جواز......یہی درست بات ہے۔

الفاظ اداء:۔وہ یوں کہے"اوصی الیّ فلا ن بکذا یا حدثنی فلا ن وصیۃ"فلاں نے مجھے اس کی وصیت کی یا مجھ سے بطور وصیت بیان کیا۔

سوال:-181 - "الوِجادۃ" تعریف، صورت، روایت کا حکم اور اداء الفاظ کو تفصیلاً بیان کریں؟

جواب:۔ تعریف:......یہ واؤ کے کسرہ کیساتھ"وجد"سے مصدر ہے اور یہ مصدر جدید ہے عربوں سے نہیں سنا گیا ہے۔

صورت:۔طالب شیخ کی تحریر سے کچھ اجازت پائے جنہیں وہ بیان کرتا تھا طالب اسے پہچان لے اور اسے اس شیخ سے سماع یا اجازت حاصل نہ ہو

روایت کا حکم:۔وجادت کے طریقے پر روایت کرنا منقطع کے باب سے ہے لیکن اس میں ایک طرح کا اتصال ہے۔

اداء الفاظ:۔واجد کہے "وجدت بخط فلا ن کذا"میں نے فلاں کے خط کیساتھ اسے پڑھا۔پھر وہ سند ومتن کو بیان کرے۔

تیسری بحث ...... حدیث کی کتابت، ضبط اور اس میں تصنیف کا بیان ......

سوال:-182 - کتابتِ حدیث کا حکم بیان کریں؟

جواب:۔ اسلاف صحابہ کرام اور تابعین کے کتابت حدیث کے بارے میں مختلف اقوال ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ بعض حضرات نے اسے ناپسندیدہ قرار دیا ان میں حضرت ابن عمرو، حضرت ابن مسعود اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

۲۔ کچھ حضرات نے اسے جائز قرار دیا ان میں حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت انس، حضرت عمر بن عبدالعزیز اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

۳۔ پھر اس کے جواز پر اتفاق ہو گیا اور اختلاف ختم ہو گیا اگر حدیث کو میں مدون نہ کیا جاتا تو یہ ہمارے زمانے میں ضائع ہو جاتی۔

سوال:-183 - کتابت کے حکم میں اختلاف کا سبب بیان کریں؟

جواب:۔ کتابت حدیث کے حکم میں اختلاف کا سبب یہ ہے کہ اس کے جواز اور ممانعت کے سلسلے میں متعارض روایات وارد ہوئی ہیں۔

۱۔ حدیث نہی ...... امام مسلم رحمہ اللہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا آپ نے فرمایا: ''لا تکتبو ا عنی شیئا الا القرآن ومن کتب عنی شیئا غیر القرآن فلیمحہ'' مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ نہ لکھو اور جس نے قرآن کے علاوہ مجھ سے کچھ لکھا ہے وہ اسے مٹا دے''۔

۲۔ جواز کی حدیث ...... اس حدیث کو امام بخاری و امام مسلم دونوں نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اکتبو ا لابی شاہ''۔

سوال:-184 - جواز و ممانعت کی احادیث کو جمع کرنے کی وضاحت کریں نیز یہ بھی بتائیں کہ کاتب حدیث پر کیا لازم ہے بیان کریں؟

جواب:۔ جواز و ممانعت کی حدیث کو جمع کرنا:

علماء کرام نے جواز و ممانعت کی احادیث کے درمیان میں کئی طریقوں پر تطبیق دی ہے۔

۱۔ بعض نے کہا اس شخص کیلئے کتابت کی اجازت ہے جسے حدیث بھول جانے کا ڈر ہو اور نہی ان لوگوں کیلئے ہے جن کو بھولنے کا خوف نہ ہو البتہ یہ ڈر ہو کہ اگر احادیث لکھی جائیں تو لوگ تحریر پر توکل کر بیٹھے گیں۔

۲۔ کچھ حضرات نے کہا! ممانعت اُس وقت تھی جب حدیث کے قرآن کیساتھ مل جانے کا ڈر تھا۔ پھر جب اس کا ڈر نہ رہا تو لکھنے کی اجازت دی گئی اس بنیاد پر نہی منسوخ ہے۔

کاتب حدیث پر کیا لازم ہے:

کاتب حدیث کیلئے مناسب ہے کہ وہ حدیث کو ضبط کرنے اور اس کی تحقیق کو اس شکل و صورت میں لانے کیلئے ہمت کرے کہ التباس کا خوف نہ رہے اور مشکل الفاظ خاص طور پر ناموں پر اعراب لگائے کیونکہ ان کو سیاق و سباق سے سمجھا نہیں جا سکتا اور یہ کہ اس کا خط، مشہور خط کے قواعد پر واضح ہوں۔ نیز وہ اپنی طرف سے خاص اصطلاح نہ بنائے جس میں ایسے اشارے ہوں جن کی لوگوں کو پہچان نہیں۔

حضور ﷺ کا ذکر آئے تو پورا صلوٰۃ و سلام لکھے اور بار بار لکھنے میں اکتاہٹ محسوس نہ کرے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ثناء ''عزوجل'' صحابہ کرام کے نام کیساتھ رضی اللہ عنہ اور علماء کے نام کیساتھ رحمہ اللہ لکھنے میں اکتاہٹ محسوس نہ کرے۔ صرف درود شریف یا صرف سلام لکھنا مکروہ ہے دونوں لکھے۔

سوال:۔ ۱۸۵۔ کتابت کے موازنہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے الفاظ اداء کی کتابت میں اصطلاحات کی بھی وضاحت کریں؟

جواب:۔ موازنہ کا طریقہ......وہ (کاتب حدیث) اور اس کا شیخ دونوں اپنی کتابیں سناتے وقت اپنے سامنے رکھیں اور یہ بات بھی کافی ہے کہ اس کے مقابل کوئی دوسرا ثقہ راوی ہو چاہے حالت قرأت کے وقت ہو یا اس کے بعد جس طرح اس فرع کیساتھ موازنہ درست ہے، جس کا شیخ کے اصل کیساتھ موازنہ ہو چکا ہو۔

الفاظ اداء کی کتابت میں اصطلاحات:۔

متعدد کاتبین حدیث پر یہ بات غالب رہی کہ انہوں نے الفاظ اداء میں رمز واشارہ پر اکتفاء کیا۔ مثلاً

۱۔حدثنا......کو ''ثنا'' یا ''نا'' لکھتے ہیں۔ ۲۔اخبرنا......کو ''انا'' یا ''ارنا'' لکھتے ہیں۔

۳۔ جب ایک سند کو دوسری سند کی طرف بدلتے ہیں تو ''ح'' کیساتھ اشارہ کرتے ہیں۔ (یعنی التحویل) اور قاری اسے ''حا'' پڑھتا ہے۔

۴۔اسناد کے رجال (راویوں) کے درمیان کلمہ ''قال'' کو حذف کرنے کی عادت جاری ہے اور یہ غلط ہے اس کا مقصد اختصار ہوتا ہے لیکن قاری کو چاہیے کہ ان کا تلفظ کرے۔ جیسے: ''حد ثنا عبداللہ بن یوسف اخبر مالك'' ہے تو قاری کو چاہیے کہ وہ یوں کہے ''قال اخبرنا مالك''۔

سوال:۔ ۱۸۶۔حدیث سے متعلق تصانیف کی اقسام تفصیلاً بیان کریں؟

جواب:۔ علمائے حدیث نے مختلف طریقوں پر کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں مشہور ترین اقسام درجہ ذیل ہیں:

۱۔الجوامع......جامع وہ کتاب ہے جس میں مؤلف نے تمام ابواب مثلاً عقائد، عبادات، معاملات، سیر، مناقب، رقاق، فتن، اور قیامت کی خبروں کو جمع کیا۔ جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی ''الجامع الصحیح''۔

۲۔المسانید......وہ کتاب ہے جس میں ہر صحابی سے مروی احادیث الگ الگ جمع کی گئیں اس موضوع سے قطع نظر جس سے اس حدیث کا تعلق ہے جیسے ''مسند امام احمد بن حنبل''۔

۳۔السنن......وہ کتب جو فقہ کے ابواب کے مطابق تصنیف کی گئیں تا کہ یہ احکام کتب استنباط میں فقہاء کیلئے مصدر (بنیاد) بن سکیں اور یہ کتب، جوامع سے مختلف ہے۔

۴۔المعاجم......ہر اس کتاب کو معجم کہا جاتا ہے جس میں مؤلف نے احادیث کو حروف تہجی کے اعتبار سے شیوخ کے ناموں کی بنیاد پر مرتب کیا۔

جیسے:۔امام طبرانی کی ''المعاجم الثلاثۃ''۔

۵۔العِلل......وہ کتاب جو مطول احادیث پر مشتمل ہیں اور ان میں ان کی علتوں کا بیان بھی ہے۔ جیسے:۔ابن ابی حاتم کی ''العلل'' اور امام دارقطنی کی ''العلل''۔

۶۔اجزاء......یہ چھوٹی کتاب ہوتی ہے جس میں حدیث کے کسی راوی کی مرویات جمع کی گئیں یا کسی ایک موضوع سے متعلق احادیث جمع کی گئیں اور ان کا احاطہ کیا گیا۔جیسے:امام بخاری کی ''رفع الیدین فی الصلوۃ''۔

۷۔اطراف......ایسی کتاب جس میں مصنف نے کسی حدیث کا ایک کنارہ ذکر کیا جو بقیہ حدیث پر دلالت کرتا ہے پھر متون میں سے ہر متن کی سند کا یا تو بالاستیعاب(مکمل) ذکر کیا یا بعض کتب کی قید کیساتھ ذکر کیا۔جیسے:۔المزی کی کتاب ''تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف''۔

۸۔المستدرکات......''مستدرک'' اس کتاب کو کہا جاتا ہے کہ جس میں مؤلف ان احادیث کو جمع کرتا ہے جن کو دوسرے مصنف کی شرائط پر پاتا ہے اور وہ اس مصنف سے رہ گئیں۔جیسے:۔ابوعبداللہ حاکم کی ''المستدرك على الصحيحين''۔

۹۔المستخرجات......وہ کتاب ہوتی ہے جس میں مؤلف دیگر مؤلفین کی کتابوں کی احادیث اپنی سند کیساتھ جمع کرتا ہے اور اس کا طریقہ پہلے مؤلف سے مختلف ہوتا ہے۔اور بعض اوقات وہ اس میں اپنے شیخ یا اس سے اوپر والے راوی سے مل جاتا ہے۔جیسے:۔'المستخرج على الصحيحين'' یہ ابونعیم اصبہانی کی کتاب ہے۔

تمت بالخیر

مورخہ..... 25 - 01 - 2022 بروز منگل بوقت..... 05:30 AM

☆☆☆☆☆